

November 2009

News & Views

Khabr-o-Nazar

نومبر ۲۰۰۹

خبر و نظر

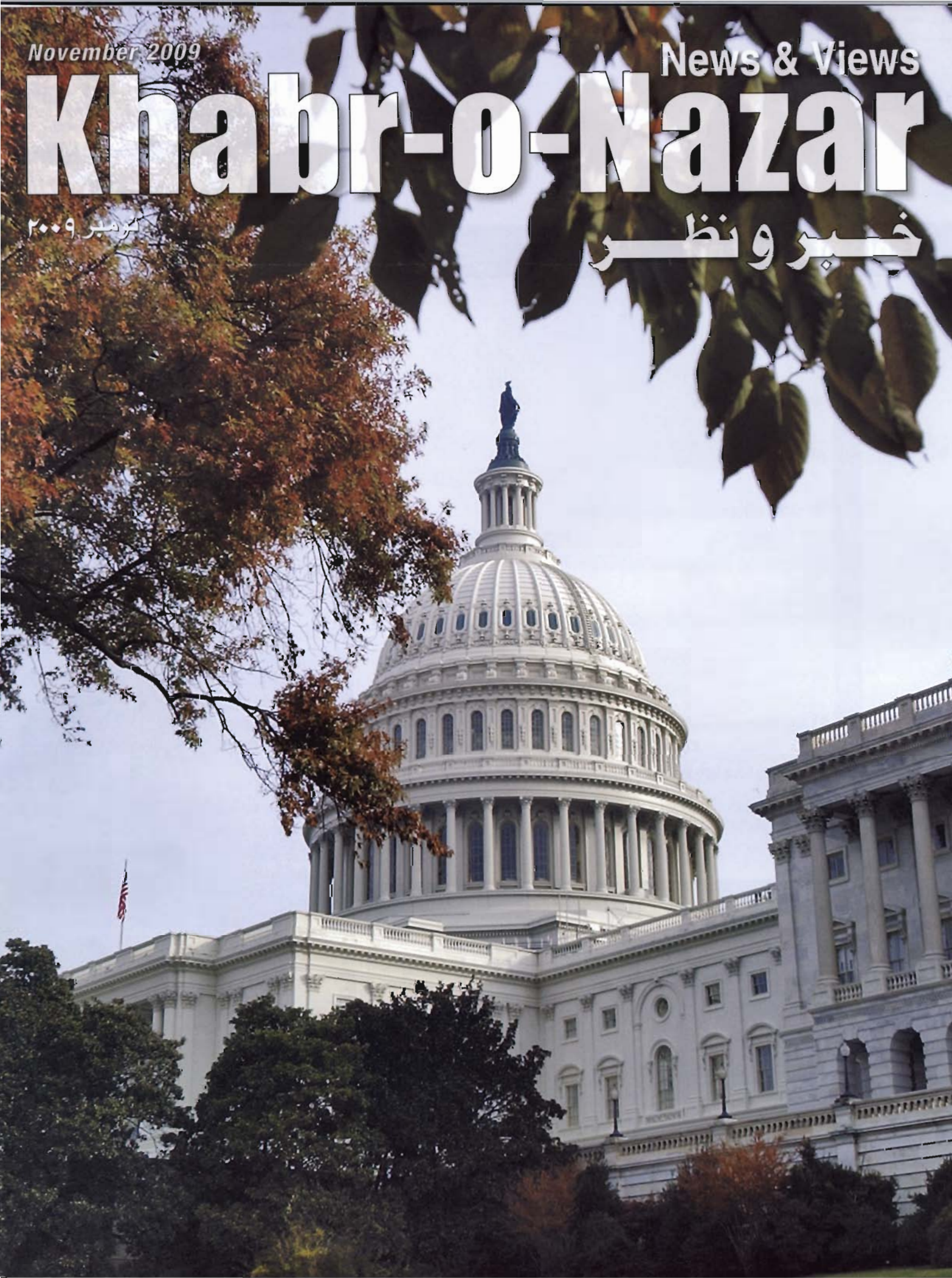


Table of Contents

فہرست مضامین

3	The Editor's Note	گوشتہ مدیر
4	Khabr Chat	قارئین کی آراء
5	Looking for the Answers	جواب کی تلاش
6	Winning Articles	انعام یافتہ مضامین
8	The History of Voting Rights in the United States	امریکہ میں حق رائے دہندگی کی تاریخ
12	U.S. Election Day a Celebration of Political Activism	امریکی یوم انتخابات: سیاسی سرگرمی کے جشن کا دن
16	Secretary Clinton Concludes 3-Day Visit to Pakistan	وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن کا پاکستان کا 3 روزہ دورہ مکمل
20	Eid al-Adha	عید الاضحیٰ
22	U.S. Consulate Lahore Shares the Spirit of Ramadan and the Joys of Eid with Children	امریکی قونصل خانہ لاہور کی رمضان المبارک کے جذبے اور عید کی خوشیوں میں بچوں کے ساتھ شرکت
24	Thanksgiving Day a Time for Reflection, Gratitude, Sharing	یوم تشکر، تفکر، اظہار تشکر اور خوشیاں بانٹنے کا دن
27	NATO and Pakistan: media-men perspective	نیٹو اور پاکستان: صحافیوں کے نقطہ نظر سے

Monthly Columns

ماہانہ کالمز

30	Alumni Connect	دیرینہ تعلق
32	Visit the 50 States	امریکہ کی پچاس ریاستوں کی سیر
38	One Success at a Time	کامیابی کی دستاویز
40	Book of the Month	منتخب کتاب
41	Ask the Consul	قونصل سے پوچھئے
43	Videography	ویڈیو گرافی

Editor-in-Chief

Richard W. Snelsire

Press Attaché and
Country Information Officer
U.S. Embassy Islamabad

یڈیٹر ان چیف
چرڈ وائیو سنیل سائر
پریس ایچیو
کونٹری انفارمیشن آفیسر
امریکی سفارتخانہ اسلام آباد

Managing Editor

Jeremiah Knight

Assistant Information Officer
U.S. Embassy Islamabad

منیجنگ ایڈیٹر
جریمیا نائٹ
اسسٹنٹ انفارمیشن آفیسر
امریکی سفارتخانہ اسلام آباد

Cultural Editor

Leslie Philips

Assistant Cultural Affairs Officer
U.S. Embassy Islamabad

کلچرل ایڈیٹر
لسلی فیلپس
اسسٹنٹ کلچرل آفیسر
امریکی سفارتخانہ اسلام آباد

Published by

Public Affairs Section
Embassy of the
United States of America
Ramna-5, Diplomatic Enclave
Islamabad, Pakistan

سایکھ کر دہ
عبر تعلقات عامہ
سفارت خانہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ
رامنا-5، ڈیپلومیٹک انکلیو،
اسلام آباد

Phone: 051-2080000

فون: 051-2080000

Fax: 051-2278607

فیکس: 051-2278607

Email: infoisb@state.gov

Website: http://islamabad.usembassy.gov

Designed by

Saeed Ahmed

ڈیزائن
سعید احمد

Printed by

PanGraphics (Pvt) Ltd. Islamabad

پرنٹنگ
پان گرافکس اسلام آباد

Front Cover

The U.S. Capitol is seen in Washington, Tuesday, Nov. 7, 2006 as the country votes on Election Day.

(AP Photo/Dennis Cook)

آئیٹیکنگ میں امریکی کانگریس کی عمارت کی عمارت کا ایک منظر۔

Back Cover

A ballot paper is put into a voting box in a polling station in Carouge near Geneva, Switzerland, Sunday, Oct. 19, 2003. (AP Photo/Keystone, Martial Trezzini)

جینوا، سویٹزرلینڈ کے قریب شہر کاروج کے ایک پولنگ اسٹیشن میں رکھے ہوئے ہالنگ باکس میں ووٹ ڈالا جا رہا ہے۔



the editor's corner

گوشہ مدیر

Dear Readers:

The November edition of Khabr-o-Nazar focuses on suffrage and its global implications. As citizens of the world, the "right to vote" is a cornerstone for ensuring the vibrancy of a democracy. This right is a tremendous responsibility for citizens that enjoy such freedoms. On Nov. 4th, Americans have the opportunity to exercise their rights as citizens and cast ballots for the person they believe will best guide them through the next four years and perhaps beyond. No one knows what the outcome will be. But each person who votes does so with their hearts, minds, and prayers in the hopes that whichever candidate wins, he/she will be a worthy steward of the power invested in them as the leader of the nation. In this edition, we also follow the historic visit of Secretary Hillary Clinton's visit to Pakistan and share in the joys of both the Thanksgiving and Edi-al-Adha holidays.

In our regular features we travel to the New England state of New Hampshire and follow the travels of a University of Karachi professor of international relations travels to America via the U.S. government sponsored international visitor's program.

In closing, the staff of Khabr-o-Nazar would like to say "farewell" to Jeremiah Knight who has served as managing editor of the magazine for the past year. In this year the magazine has undergone many changes in part due to his guidance

Richard W. Snelsire

Richard W. Snelsire
Editor-in-Chief and Press Attache
U.S. Embassy Islamabad
Email: infoisb@state.gov
Website: http://Islamabad.usembassy.gov

محترم قارئین :

"خبر و نظر" کے نومبر کے شمارہ کا اصل موضوع حق رائے دہی اور اس کے عالمی عواقب و مضمرات ہیں۔ ایک عالمی شہری کے طور پر ووٹ دینے کا حق ایک متحرک جمہوریت کے لئے بنیادی ستون کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ حق اس قسم کی آزادی سے لطف اندوز ہونے والے شہریوں کی اہم ترین ذمہ داری ہے۔ چار نومبر کو امریکی عوام کو بحیثیت شہری اپنے اس حق کے اظہار کا موقع ملتا ہے کہ وہ ایسے شخص کو ووٹ دیں جو ان کے خیال میں آئندہ چار سال یا شاید اس سے بھی زیادہ عرصے تک انھیں بہترین راہنمائی فراہم کرے گا۔ نتیجے کا علم کسی کو بھی نہیں ہوتا۔ لیکن رائے دہندہ اپنے دل، دماغ اور دعاؤں میں پر امید ہوتا ہے کہ جو بھی امیدوار جیتے وہ بطور قومی راہنما خود کو تفویض کیے گئے اختیارات کو بہتر طریقے سے استعمال کرے گا۔ زیر نظر شمارے میں ہم امریکی وزیر خارجہ کے تاریخی دورہ پاکستان کے تذکرے کے علاوہ یوم شکرانہ اور عید الاضحیٰ کی خوشیوں میں بھی اپنے قارئین کے ساتھ شریک ہیں۔

اپنے مستقل مضامین میں ہم نے اس بار نیو انگلینڈ کی ریاست نیو ہیمپشائر کی سیر اور کراچی یونیورسٹی کے شعبہ بین الاقوامی تعلقات کے ایک استاد کے دورہ امریکہ کا انتخاب کیا ہے جس کا اہتمام امریکی حکومت کے انٹرنیشنل وزیٹرز پروگرام کے تحت کیا گیا تھا۔

آخر میں "خبر و نظر" کا عملہ جرمانہ ٹائٹل کو الوداع کر رہا ہے جو گزشتہ ایک سال سے اس رسالے کے بیکنجنگ ایڈیٹر کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ اس ایک سال کے دوران ان کی راہنمائی کی بدولت اس رسالے میں بہت سی تبدیلیاں کی گئیں۔

Richard W. Snelsire

رچرڈ ڈبلیو سنیلسائر
مدیر اعلیٰ و پریس اتاشی
سفارتخانہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ

ای میل: infoisb@state.gov

ویب سائٹ: http://Islamabad.usembassy.gov



I have read your magazine namely "Khabr-o-Nazar," and I feel that this magazine is very informatory; especially the message of U.S. President Barack Hussain Obama about the month of Ramadan was very appreciating. His message was a message of humanity.

Ghulam Mohammad Naz
Rawalpindi

میں نے آپ کا رسالہ "خبر و نظر" پڑھا اور اسے بہت معلوماتی پایا۔ خاص طور پر امریکی صدر باراک اوباما کی طرف سے رمضان المبارک کے آغاز پر دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے پیغام قابل تعریف تھا۔ درحقیقت یہ پوری نوع انسانی کے لئے ایک پیغام تھا۔

غلام محمد ناز،
راولپنڈی

The other day I happened to see Khabr-o-Nazar, a monthly Urdu/English magazine being published by the Public Affairs Section of your embassy. I was greatly impressed by the standard of its production and informative value of its contents.

Lt Col (r) Ghulam Jilani Khan
Lahore

اگلے دن آپ کے سفارت خانہ میں قائم شعبہ تعلقات امور عامہ کی طرف سے شائع کئے جانے والا اردو/انگریزی رسالہ "خبر و نظر" میری نظر سے گزرا۔ میں نے اس کے معیار کو طباعت اور اس میں شامل معلومات افزاء مواد سے بہت متاثر ہوا۔

ریٹائرڈ لیفٹیننٹ کرنل غلام جیلانی خان،
لاہور

The Khabr-o-Nazar' September issue was fabulous, as it highlighted President Obama's Ramadan message, and the maiden experience of a girl of keeping fast in her early childhood. The digital video conference of the Seeds of Peace was also very interesting piece, but the winning articles about the U.S. and Pakistan struggle for independence were also very informative. Please do publish something about the explorations and discoveries in different fields of science and technologies.

Jamil Ahmad
Dera Ismail Khan

"خبر و نظر" کا ماہ ستمبر کا شمارہ داستانی مزاج لئے ہوئے تھا کیونکہ اس میں صدر باراک اوباما کی طرف سے مسلمانان عالم کے نام رمضان المبارک کا پیغام اور ایک کم عمر بچی کے پہلا روزہ رکھنے کا تجربہ جیسے مضامین شامل تھے۔ "امن کے بیج" مضمون بھی خاصا دلچسپ تھا لیکن امریکہ اور پاکستان کی جدوجہد ہائے آزادی پر مبنی انعام یافتہ مضامین بالخصوص بہت معلوماتی تھے۔ براہ مہربانی ٹیلیفون اور سائنسی جتنوں اور دریافتوں کے متعلق بھی ضرور کچھ مضامین شائع کیا کریں۔

جمیل احمد،
ڈیرہ اسماعیل خان

جواب کی تلاش

Looking for Answers

"Looking for answers" gives our readers a voice to comment and share their views on myriad topics that are shaping our world. Each edition of "Looking for Answers" poses a question to you (our readers) and invites you to share your thoughts with us in short essay form. All submissions will be reviewed by the Public Affairs Section of the U.S. Embassy. Two Monthly Winners will be chosen and have their essays published in the subsequent edition of Khabr-o-Nazar. Winners will also receive a prize from the Public Affairs Section. Along with the two monthly winners, three Honorable mentions will receive certificates.

The following are the official guidelines for essay submissions:

- Essays should not exceed 250 words
- All essay submissions must be sent electronically to infoisb@state.gov or via mail
- All essays must focus on the question presented in the most current edition of "Looking for Answers"
- Deadline for submission of essays is the 25th of every month.
- All submissions must include the submitter's complete name, telephone number and home or work address.
- Essays will be published in the forthcoming editions of Khabr-o-Nazar.
- Winner will receive a prize mailed to their indicated address.

Question of the Month

If you feel there is no suitable candidate in an election, is it acceptable to not exercise your right to vote?

"جواب کی تلاش" ہمارے قارئین کو ان مختلف موضوعات پر تبصرہ اور اپنی آراء میں شریک کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے جو ہماری دنیا کی صورت گری کرتے ہیں۔ ہر شمارہ میں ہم اپنے قارئین سے ایک سوال کرتے ہیں تاکہ وہ ایک مختصر مضمون کی شکل میں اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ موصول ہونے والے تمام مضامین کا امریکی سفارتخانہ کا شعبہ امور عامہ کا عملہ جائزہ لے گا۔ ہر ماہ دو جیتنے والے مضمون نگاروں کا انتخاب کیا جائے گا اور خبر و نظر کے آئندہ شمارہ میں ان کی فکری کاوش شائع کی جائے گی۔ جیتنے والوں کو شعبہ امور عامہ کی جانب سے ایک انعام دیا جائے گا۔ دو منتخب مضامین کے علاوہ مزید تین قابل ذکر مضامین کا بھی تذکرہ کیا جائے گا اور انہیں اسنادی جائیں گی۔

مضامین بھیجنے کے درج ذیل قواعد و ضوابط ہیں:

- مضمون اڑھائی سوال الفاظ سے زیادہ طویل نہیں ہونا چاہئے۔
- تمام مضامین ای میل کے ذریعہ infoisb@state.gov یا بذریعہ ڈاک بھیجے جاسکتے ہیں۔
- تمام مضامین تازہ ترین شمارہ میں پوچھے گئے سوال کو مد نظر رکھ کر تحریر کئے جائیں۔
- مضمون موصول ہونے کی آخری تاریخ ہر مہینے کی 25 تاریخ ہے۔
- تمام مضامین کے ساتھ مضمون نگار کا پورا نام، ٹیلی فون نمبر اور گھر یا دفتر کا پتہ درج ہونا ضروری ہے۔
- مضامین خبر و نظر کے آئندہ شماروں میں شائع کئے جائیں گے۔
- کامیاب مضمون نگار کو دیئے گئے پتے پر انعام بذریعہ ڈاک بھیجا جائے گا۔

اس ماہ کا سوال

اگر آپ سمجھتے ہیں کہ انتخابات میں کوئی مناسب امیدوار نہیں ہے، تو کیا آپ کو اپنا حق رائے دہی استعمال نہیں کرنا چاہئے

In your opinion, who is the most important Pakistani author and why?

Hatim Ahmad
Lahore

تحریر: حاتم احمد
لاہور

I declare sans hesitation that Prof. Sallmaan Raffiq is the most important Pakistani author of today. In 2007, the then Education Minister of the Punjab, Mian Imran Masood held a special ceremony in the Lahore Press Club honoring this writer and declared "Sallmaan Raffiq's writings are the intellectual property and pride of the Pakistani nation." He then awarded a special shield and prize to the author for meritorious service to the cause of education and literature and for initiating the revival of book reading in Pakistani society. The author's new book 'Mansions of the Mind' was then presented to the American Consulate Principal Officer, Brian D. Hunt.

Sallmaan Raffiq is a Professor of English language and literature in the Punjab Education Department for the last 25 years, having taught at Post-graduate level in Pakistan's best educational institutions like Government College and Forman Christian College, Lahore. Thus he brings knowledge and scholarship to his writings. Then, he is bi-lingual, writing in both English and Urdu. His English works (poetry and prose) automatically qualify him to an international audience and improve Pakistan's image abroad. His versatility earns him admirers from varied walks of life as he expresses himself in the genres of poetry, novels, drama, short stories and essays. His publications in book or magazine form include, apart from above-mentioned works, 'The Thousand and Second Night', 'Flights of Fancy', (Poetry), 'Pakistani Odyssey', Susan's Desire', (Novels), etc. His short stories in Urdu, especially those of two 12 year old twin sisters, one mischievous, the other a diametric opposite, have created a new dimension in Urdu literature and fiction for children. His multi-dimensional personality embraces acting, direction, palmistry, compering, sports-leadership, commentating, all at International level. These activities lend peculiar richness to his writings and make him unique among Pakistani authors. Such a dynamic person can truly serve as an excellent ambassador for Pakistan. He has been interviewed by every major English and Urdu newspaper and magazine of Pakistan. He has also served as a Director of the Lahore Arts Council.

میں بغیر کسی تامل کے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ پروفیسر سلمان رفیق پاکستان کے سب سے اہم مصنف ہیں۔ 2007ء میں پنجاب کے اس وقت کے وزیر تعلیم میاں عمران مسعود نے اس مصنف کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد کی اور اعلان کیا کہ 'پروفیسر سلمان رفیق کی تخلیقات سرمایہ دانش اور پاکستانی قوم کے لئے باعث فخر ہیں'۔ اس کے بعد انھوں نے تعلیم اور ادب کیلئے شاندار خدمات انجام دینے اور پاکستانی معاشرے میں کتب بینی کے از سر نو احیاء کے سلسلے میں مصنف کی کوششوں کے اعتراف میں انھیں خصوصی شیلڈ اور انعام دیا۔ ان کی کتاب 'دماغ کی وسعتیں' امریکی توفصل خانہ لاہور میں تعینات اس وقت کے پرنسپل آفیسر برائن ڈی ہنٹ کو پیش کی گئی۔

پروفیسر سلمان رفیق گزشتہ پچیس سال سے پنجاب کے محکمہ تعلیم میں انگریزی زبان اور ادب کے استاد کے طور پر خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ وہ گورنمنٹ کالج لاہور اور ایف سی کالج لاہور جیسے پاکستان کے بہترین تعلیمی اداروں میں ایم۔ اے کی سطح پر پڑھا چکے ہیں۔ یہ چیز ان کی تحریروں میں علم و دانش پیدا کرتی ہے۔ اس کے علاوہ اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں لکھنے پر قادر ہیں۔ انگریزی زبان میں ان کی تحریروں (شاعری اور نثر) نے انھیں بین الاقوامی سطح پر متعارف کروا کر دنیا میں پاکستان کا امیج بہتر بنایا ہے۔ ان کی ہمہ گیر شخصیت نے ہر شعبہ زندگی میں ان کے مداح پیدا کئے ہیں کیونکہ انھوں نے شاعری، ناول، ڈرامہ، مختصر کہانیوں اور مضامین جیسی ادب کی مختلف اصناف میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ مذکورہ اصناف سخن کے علاوہ ان کی تصانیف مثلاً ایک ہزار دوسری رات، پرواز خیال (شاعری)، پاکستان کا سفر، سوزن کی خواہش (ناول) وغیرہ کتاب یا رسالے کی شکل میں بھی موجود ہیں۔ اردو میں ان کی مختصر کہانیوں، خاص طور پر 12 سالہ بڑواں بہنیں، ایک فتنہ پرداز، اور 'یکسر مختلف' نے بچوں کے لئے اردو ادب اور افسانے کی نئی جہتیں پیدا کیں۔ ان کی کثیر الجہات شخصیت نے اداکاری، ہدایت کاری، دست شاسی، کمپیئرنگ اور کھیل میں راہنمائی اور تفریح نگاری کے ذریعے عالمی سطح پر خود کو منوایا۔ یہ سرگرمیاں ان کی تحریروں میں خیالات کی فراوانی لا کر انھیں پاکستانی مصنفین میں ایک خصوصی مقام عطا کرتی ہیں۔ اس طرح کی متحرک شخصیت پاکستان کے بہترین سفیر کے طور پر خدمات انجام دے سکتی ہے۔ پاکستان کا ہر بڑا انگریزی اور اردو اخبار اور رسالہ ان کا انٹرویو کر چکا ہے۔ وہ لاہور آرٹس کونسل کے ڈائریکٹر بھی رہ چکے ہیں۔

آپکے خیال میں، پاکستان کا سب سے اہم ادیب کون ہے اور کیوں؟

By Aamir Aziz,
Lahore

تحریر: عامر عزیز
لاہور

Literature is the reflection of a society. It plays a pivotal role in promoting civilization, culture and customs. The progress made by people as well as the development of countries and regions have indirect relations with literature, sprouted from the thoughts, philosophy and the creativeness of the literati. The literatus helps in the growth of creativity and human thinking and opens new vistas of knowledge and positive trends in a society.

I think the most important literary personality, who is one of the greatest names in the literary world and an integral part of the Pakistani literature, is Faiz Ahmed Faiz. He represents sections of Pakistani society that are considered the downtrodden and for whom life is meaningless. His poetry is the representative of the people's voice. He rendered meritorious services educating the ordinary masses and the have-nots regarding the freedom of opinion and raised the voice for their rights and acknowledging their existence. Besides Urdu, Faiz also illustrated the culture of the Punjab province through his Punjabi poems. His famous poem "Abb Takht Giray Jaen Gey Aur Taaj Uchchalay Jaen Gey (Now the thrones will be turned upside down and the crowns will be removed)" played a momentous role in the politics of Pakistan. These words of Faiz electrified the nation, which was hitherto completely liberated of political insight and awareness. The most meritorious service Faiz has rendered is that he erased the agony and suffocation in Pakistani society through his poetry and raised his voice against the religious extremism and clericalism. This achievement of Faiz Ahmed Faiz deserves to be written in golden words.

ادب کسی بھی معاشرہ کا عکاس ہوتا ہے اور ادب سے ہی تہذیب و تمدن، ثقافت، رسوم و رواج پختہ ہیں۔ قوموں کی ترقی ممالک اور خطوں کی نمو کا تعلق بالواسطہ ادب سے ہوتا ہے۔ وہ ادب جو ادیب کی سوچ، فکر، اس کے فلسفے، اس کے خیالات اور اس کی تخلیق کا نتیجہ ہوتا ہے۔ ادیب معاشرہ کے اندر تخلیق کے عمل اور انسانی سوچ کو پروان چڑھاتا ہے اور علم و ہنر اور مثبت رویوں کی شمع جلاتا ہے۔

میرے نزدیک سب سے اہم ادیب ادبی دنیا کا ایک عظیم نام اور پاکستانی ادب کا جزو لاینفک مرحوم فیض احمد فیض ہیں۔ فیض احمد فیض وہ ادیب ہیں جنہوں نے پاکستانی معاشرہ میں موجود ان اکائیوں اور ان عناصر کی نمائندگی کی ہے جن کے لئے زندگی بے معنی اور تمام تر عنایوں سے عاری تھی۔ انہوں نے عوام کی آواز کو اپنے انقلابی اشعار کی زبان دی اور لوگوں کے اندر آزادی رائے، عوام الناس کے اندر اپنے حقوق کے لئے آواز اٹھانے اور محروم طبقے کو اپنے وجود کا شعور دلانے کے لئے بے مثال خدمات سرانجام دی ہیں۔ فیض صاحب نے نہ صرف اردو ادب بلکہ پنجابی ادب میں بھی خدمات سرانجام دیں اور پنجاب کی ثقافت کو اجاگر کیا۔ فیض صاحب کی نظم "اب تخت گرائے جائیں گے اور تاج اچھالے جائیں گے" نے پاکستانی سیاست میں نہایت اہم کردار ادا کیا اور سیاسی بصیرت اور سیاسی شعور سے بے بہرہ قوم کو ان الفاظ نے سڑکوں پر لاکھڑا کیا تاکہ وہ اپنے پیدائشی حق کے لئے اپنی آواز بلند کر سکیں۔ فیض احمد فیض کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ انہوں نے پاکستانی معاشرہ میں موجود تشدد اور گھٹن کو اپنے اشعار کے ذریعہ دور کیا اور مذہبی جنونیت اور ملائیت کے خلاف آواز اٹھائی جو کہ ان کا سنہری حروف سے لکھا جانے والا کارنامہ ہے۔

Honorable Mentions

- Shumaila Rasheed, Rawalpindi
- Asghar Ali Mubarik, Rawalpindi
- Mohammad Jamil Mirza, Sialkot

- شانگلہ رشید، راولپنڈی
- اصغر علی مبارک، راولپنڈی
- محمد جمیل مرزا، سیالکوٹ

"The right of citizens of the United States to vote shall not be denied or abridged by the United States or by any state on account of race, color, or previous condition of servitude."

— 15th Amendment to the U.S. Constitution (1870)

U.S. President Lyndon B. Johnson signs the Voting Rights Act of 1965 in a ceremony in the President's Room

امریکی صدر لنڈن بی جاسن
پرینڈنگ روم میں ایک تقریب
کے دوران ووٹنگ رائٹس ایکٹ
مجرمہ 1965 پر دستخط کر رہے ہیں۔



Abraham Lincoln described democracy as "government of the people, by the people, and for the people." For that government to be "by the people," however, requires that the people decide who their leaders will be.

Who exercises that right has been a persistent question in American history. A theme that runs throughout the American past is the gradual expansion of the franchise, from a ballot limited to white, male property-owners to a universal franchise for nearly everyone over the age of 18.

It would be a mistake, however, to view the expansion of the suffrage as either inevitable or peaceful. Although Colonial Americans certainly believed in a free ballot, they also believed that the ballot ought to be restricted to men of property because wealth gave them a greater understanding of the needs of the society. The history of this franchise, although essential to the workings of democracy and the protection of individual rights, is a story of constant conflict.

The progress of universal voting has been neither straightforward nor easy. Bitter political fights during the Jacksonian Era (1820s-1840s) were waged to eliminate the property requirement. A bloody civil war that nearly tore the country apart led to the enfranchisement of black former slaves.

In World War I, proponents of the ballot for women seized on Woodrow Wilson's call to make the world safe for democracy to press their case. Similarly, the sacrifice of blacks in World War II led the courts to begin tearing down the obstacles that had been erected

The History of Voting Rights in the United States

”امریکہ میں ریاستہائے متحدہ یا کوئی بھی ریاست نسل، رنگ یا نسل کی سابقہ حالت کی بنا پر امریکی شہریوں کو ووٹ دینے کے ان کے حق سے نہ محروم کر سکتی ہے اور نہ اس حق میں کسی طرح کی کمی کر سکتی ہے۔“

-- امریکی آئین کی 15 ویں ترمیم (1870)

امریکہ میں

حق رائے دہی

کی تاریخ

to frustrate black voting. The deaths of so many young men in Vietnam in the 1960s led to lowering the voting age to 18.

More recently, it took prolonged suits in the federal courts to undo badly apportioned state legislatures, a product of population shifts over nearly a century, in order to better equalize the vote in many states. Each step in expanding the franchise has been hard fought, and the road to universal suffrage has been neither short nor easy.

PROPERTY QUALIFICATIONS

At the time of the American Revolution, the notion of property qualifications for voting, at least in some areas, gave way to tax qualifications. If people paid taxes, then they should be able to vote, since only through the ballot could they prevent the government from abusing its powers and depriving them of their liberty. The result was that while the suffrage certainly expanded after the Revolution, it was still far from universal, and property qualifications, either in the form of actual ownership of real or personal property or minimal levels of taxation, continued to restrict the ballot for the next 50 years.

Property requirements gradually were dismantled in state after state, so that all had been eliminated by 1850. By 1855, the tax-paying requirements also had been abandoned, so that few if any economic barriers remained to prevent white adult males from voting.

Scholars give several reasons for this development. They point to the democratic reforms of the Jacksonian Era, which struck down many economic prerogatives. The expansion of the Union westward

ابراہام لنکن نے جمہوریت کی تعریف ان الفاظ میں کی تھی: ”عوام کی حکومت، عوام کے ذریعے حکومت اور عوام کی خاطر حکومت“۔ تاہم ”عوام کے ذریعے حکومت“ کے لئے ضروری ہے کہ عوام خود فیصلہ کریں کہ ان کا لیڈر کون ہوگا۔

ایسی حکومت کے قیام کے لئے ووٹ دینے کا حق کون استعمال کر سکتا ہے؟ یہ سوال امریکی تاریخ میں مسلسل اٹھایا جاتا رہا ہے۔ امریکہ کی تاریخ میں یہ بات نمایاں طور پر نظر آتی ہے کہ رائے دہی کے حق میں بتدریج توسیع ہوتی رہی ہے۔ پہلے یہ حق صرف صاحب جائیداد سفید فام مردوں کو حاصل تھا۔ پھر اس میں توسیع ہوتی رہی حتیٰ کہ اب یہ حق 18 سال سے زائد عمر کے تقریباً ہر شہری کو مل چکا ہے۔

تاہم یہ سمجھنا غلط ہوگا کہ حق رائے دہی میں یہ توسیع آسانی سے یا پُر امن طریقے سے ہوئی۔ اگرچہ نوآبادیاتی دور کے امریکی، آزادانہ حق رائے دہی پر یقین رکھتے تھے لیکن ان کا یہ بھی خیال تھا کہ یہ حق صرف صاحب جائیداد مردوں تک محدود ہونا چاہئے، کیونکہ دولت کے ساتھ ان میں یہ شعور بھی پایا جاتا ہے کہ معاشرے کی ضروریات کیا ہیں۔ اگرچہ حق رائے دہی جمہوریت چلانے اور لوگوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے ضروری ہے، تاہم اس کی تاریخ مسلسل محاذ آرائی کی تاریخ ہے۔

رائے دہی کے حق کی طرف پیشرفت نہ تو سیدھے سادے طریقے سے ہوئی اور نہ آسانی سے۔ جیکسن دور میں (1820 اور 1840 کے عشروں میں) صاحب جائیداد ہونے کی شرط ختم کرانے کے لئے شدید تیز سیاسی جنگیں لڑی گئیں۔ اسی طرح سابق سیاہ فام غلاموں کو حق رائے دہی دینے کے معاملے پر بھی خونریز خانہ جنگی ہوئی، جس سے ملک ٹکڑے ٹکڑے ہونے کے دہانے پر پہنچ گیا تھا۔

پہلی عالمی جنگ کے دوران عورتوں کو حق رائے دہی کا مطالبہ کرنے والوں نے ڈڈ ووڈ لسن کے اُس بیان سے پُر افائدہ اٹھایا، جس میں انھوں نے کہا تھا کہ اگر آپ اپنا یہ مطالبہ منوانا چاہتے ہیں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ دنیا کو جمہوریت کے لئے محفوظ جگہ بنایا جائے۔ اسی طرح دوسری عالمی جنگ میں سیاہ فاموں کی قربانیوں نے عدالتوں کو اس بات پر مائل کیا کہ وہ ان رکاوٹوں کو دور کرنا شروع کریں، جو سیاہ فاموں کو ووٹنگ کے حق سے محروم رکھنے کے لئے کھڑی کی گئی تھیں۔ 1960 کے عشرے میں ویٹام میں بڑی تعداد میں نوجوانوں کی ہلاکت کے باعث ووٹ دینے کی عمر کم کر کے 18 سال کرنا پڑی۔

ماضی قریب میں وفاقی عدالتوں میں طویل مقدمہ بازی کرنا پڑی تاکہ صوبائی قانون ساز اسمبلیوں میں آبادی کی نمائندگی درست طور پر ہو، کیونکہ تقریباً ایک صدی کے دوران آبادی کے خدو خال میں تبدیلی کے باعث متعدد ریاستوں میں نمائندگی میں عدم توازن پیدا ہو گیا تھا۔ حق رائے دہی میں توسیع کے لئے قدم قدم پر جدوجہد کرنا پڑی۔ اس منزل کی طرف جانے والی راہ نہ تو مختصر تھی اور نہ آسان۔

جائیداد کی شرط

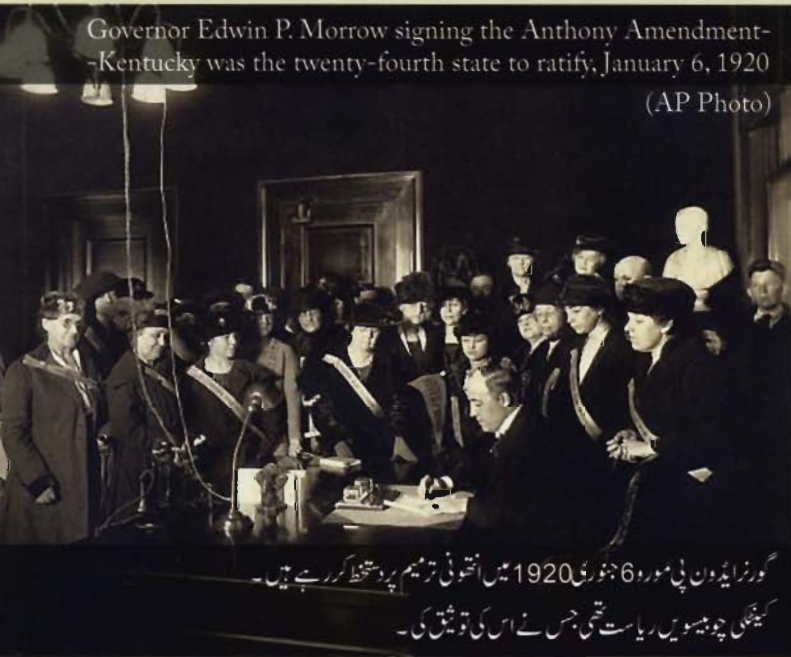
امریکی انقلاب کے وقت ووٹنگ کے لئے جائیداد کی شرط کی وجہ سے کم از کم بعض علاقوں میں ٹیکس کی شرط بھی لگائی گئی۔ جو لوگ ٹیکس دیتے تھے، وہ ووٹ کا حق بھی مانگتے تھے کیونکہ صرف ووٹ کے ذریعے ہی وہ حکومت کو اختیارات کے غلط استعمال سے اور لوگوں کی آزادی چھیننے سے روک سکتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اگرچہ انقلاب کے بعد حق رائے دہی میں توسیع ہوئی لیکن یہ حق ابھی مکمل حق رائے دہی کی منزل سے بہت دور تھا۔ اس کے علاوہ صاحب جائیداد ہونے کی شرط نے بھی حقیقی جائیداد کی ملکیت کی صورت میں یا ٹیکس ادا کرنے کی کم از کم حد کی صورت میں مزید 50 سال تک اس حق کو محدود رکھے رکھا۔

جائیداد کی شرط بتدریج ایک ایک کر کے ہر ریاست میں ختم ہوتی چلی گئی اور 1850 تک یہ شرط مکمل طور پر ختم کر دی گئی۔ 1855 تک ٹیکس ادا کرنے کی شرط بھی ختم ہو گئی اور اس طرح سفید فام بالغ مردوں کے لئے حق رائے دہی کی راہ میں کوئی اقتصادی رکاوٹ باقی نہ رہی۔

also created states in which there was little wealth, and in which the egalitarian spirit of the frontier dominated. In the older states, the growth of industry and cities created a large working class that demanded participation in the political process even if its members had neither land nor significant personal property. Even in southern states, where the landed gentry still held sway, the growth of urban middle and working classes led to the demand for the vote free of property qualifications.

Perhaps the greatest force behind the expansion of the suffrage was the rise of organized political parties that fielded slates of candidates that ran for office advocating a specific political viewpoint. During the first half of the 19th century, the Democratic Party, led by the followers of Andrew Jackson, mobilized urban voters and led the fight to expand the franchise and do away with property requirements. Their opposition, the Whigs, would have preferred to have kept the suffrage limited, but recognizing that they fought a losing battle, also joined in, hoping to get some of the credit, as well

Governor Edwin P. Morrow signing the Anthony Amendment—Kentucky was the twenty-fourth state to ratify, January 6, 1920 (AP Photo)



گورنر ایڈوین پی مورو نے 6 جنوری 1920 میں انتہونی ترمیم پر دستخط کر رہے ہیں۔ کینیڈی چوتھ سو برس ریاست تھی جس نے اس کی توثیق کی۔

as the votes, of those who could now freely cast their ballot. But, if by the 1850s most white males over the age of 21 could vote, two very large groups remained excluded from the political process – African Americans and women.

RACE QUALIFICATIONS

It took a civil war to abolish slavery in the southern states, and as part of the effort to give the former bondsmen legal status and equality, the nation passed three amendments to the Constitution. The 13th Amendment did away with slavery as an institution; the 14th for the first time made citizenship a national trait, and conferred it on all persons born or naturalized in the United States; and the 15th barred any state from denying the vote on the basis of race.

But the promise of emancipation soon faded, as one southern state after another not only put up legal or procedural roadblocks to keep blacks away from the polls, but through segregation laws relegated them to a permanent state of inferiority. Not until World War II, as American troops, both black and white, battled to defeat the Axis powers, did it become apparent that one could not fight for the rights of people overseas while denying those same rights to Americans simply because of the color of their skin.

دانشور اس پیشرفت کے لئے کئی وجوہات بیان کرتے ہیں۔ وہ جنکسن دور کی جمہوری اصلاحات کا حوالہ دیتے ہیں، جن کے ذریعے کئی اقتصادی استحقاقات ختم کر دیئے گئے تھے۔ مغرب کی طرف یونین کی توسیع سے بھی ایسی ریاستیں وجود میں آ گئیں، جہاں کوئی دولت نہیں تھی اور جہاں مساوات کا سرحدی جذبہ غالب تھا۔ پُرانی ریاستوں میں صنعتی ترقی اور شہروں میں توسیع سے ایک بڑا محنت کش طبقہ بھی پیدا ہو گیا تھا، جو زمین یا دوسری جائیداد کا مالک نہ ہونے کے باوجود سیاسی عمل میں شریک ہونے کا مطالبہ کر رہا تھا۔ اسی طرح جنوبی ریاستوں میں بھی، جہاں ابھی جاگیردار طبقہ کو بالادستی حاصل تھی، شہری متوسط طبقہ اور محنت کش طبقہ میں اضافہ کی وجہ سے یہ مطالبہ زور پکڑ گیا کہ جائیداد کی شرط ختم کرتے ہوئے سب کو ووٹ کا حق دیا جائے۔

حق رائے دہی میں توسیع کے پیچھے غالباً سب سے بڑی طاقت منظم سیاسی جماعتوں کا ظہور تھا، جو ایسے امیدوار کھڑے کرتی تھیں، جو ان کے مخصوص سیاسی نظریات کی وکالت کرتے تھے۔ 19 ویں صدی کے پہلے نصف حصے میں ڈیموکریٹک پارٹی نے، جس کی قیادت اینڈریو جنکسن کے پیروکار کر رہے تھے، شہری ووٹروں کو متحرک کیا اور حق رائے دہی میں توسیع اور صاحب جائیداد ہونے کی شرط کے خاتمے کی جدوجہد کی قیادت کی۔ ان کے مخالفین ”وٹس“ اگرچہ حق رائے دہی کو محدود رکھنے کو ترجیح دیتے تھے، لیکن جب انھوں نے دیکھا کہ اس میں کامیابی نظر نہیں آتی تو وہ بھی حق رائے دہی میں توسیع کے حامیوں میں شامل ہو گئے تاکہ کچھ نہ کچھ کریڈٹ حاصل کیا جاسکے اور ان لوگوں کے ووٹ حاصل کئے جاسکیں جو اب آزادی سے اپنا حق رائے دہی استعمال کر سکتے تھے۔

اگرچہ 1850 کے عشرے تک بیشتر سفید فام مرد، جن کی عمر 21 سال سے زیادہ تھی، ووٹنگ کا حق حاصل کر چکے تھے، لیکن دو بہت بڑے طبقے اس سیاسی عمل سے اب بھی الگ تھے، ایک طبقہ افریقی امریکیوں کا اور دوسرا خواتین کا۔

نسل کی شرائط

جنوبی ریاستوں میں غلامی کے خاتمہ کے لئے خانہ جنگی ہوئی جبکہ سابقہ غلاموں کو قانونی حیثیت اور مساوات دینے کے لئے آئین میں 3 ترمیم کی گئیں۔ 13 ویں ترمیم نے غلامی کو ممنوع قرار دیا، 14 ویں ترمیم نے پہلی مرتبہ شہریت کو قومی خصوصیت قرار دیا اور امریکہ میں پیدا ہونے والے یا امریکی شہریت حاصل کرنے والے ہر شخص کو قومی خصوصیت کا یہ حق عطا کیا جبکہ 15 ویں ترمیم میں یہ قرار دیا گیا کہ کوئی بھی ریاست کسی شخص کو اس کی نسل کی بنیاد پر حق رائے دہی سے محروم نہیں کر سکتی۔

لیکن حق حاصل کرنے کی توقعات بہت جلد ماند پڑ گئیں، کیونکہ جنوب کی ایک کے بعد ایک ریاست نے سیاہ فاموں کو پولنگ سے دور رکھنے کے لئے طرح طرح کی پابندیاں لگانا شروع کر دیں اور ساتھ ہی نسلی امتیاز کے قوانین کے ذریعے انھیں کمتر حیثیت کی طرف دھکیل دیا۔ دوسری عالمی جنگ کے نتیجے میں، جس میں گورے اور کالے تمام امریکیوں نے محوری طاقتوں کو شکست دینے کے لئے شانہ بشانہ لڑائی لڑی، یہ بات واضح ہو گئی کہ ایسی صورت میں دوسرے ملکوں کے لوگوں کے حقوق کی بات کرنا ناممکن نہیں، جب خود اپنے ملک میں لوگوں کو ان کے رنگ کی وجہ سے حقوق سے محروم رکھا جا رہا ہو۔

جنگ کے دوران سپریم کورٹ نے ”صرف گوروں کے لئے پرائمری سسٹم“ کو چیلنج کرنے والی درخواست کی سماعت کی۔ یہ سسٹم پورے جنوب میں رائج تھا۔ پرائمری الیکشن میں کسی ایک خاص پارٹی کے ممبر اس بات کا فیصلہ کرتے تھے کہ نومبر کے عام انتخابات میں کون سا امیدوار پارٹی کا نامزد امیدوار ہوگا۔ 1880 کے عشرے سے لے کر 1960 کے عشرے تک جو امیدوار بھی بیشتر جنوبی ریاستوں میں ڈیموکریٹک پارٹی پرائمری میں جیتتا تھا، عام انتخابات میں اس کی کامیابی یقینی ہوتی تھی کیونکہ جنوب میں ری پبلکن پارٹی بہت کمزور تھی۔

In the middle of the war, the Supreme Court heard a challenge to the all-white primary system that was the norm throughout the South. In primary elections, members of a particular party choose which of the candidates will be the party's choice in the November general election. From the 1880s until the 1960s, whoever won the Democratic Party primary in most southern states was guaranteed victory in the general election, because the Republican Party was so weak in the South.

Although the primary thus was an important, perhaps the most important, part of the election process, southern states maintained the fiction that political parties were private organizations, and thus could exclude blacks from membership and from voting in the primaries. In 1944, the Supreme Court struck down this fiction, and began the process by which African Americans could claim their legitimate right to vote.

The battle for black equality was far from over, and during the 1950s and 1960s the great civil rights movement led by Martin Luther King Jr., Thurgood Marshall and others attacked racial discrimination in the courts and in the halls of Congress. The results, regarding voting, included the 24th Amendment in 1964 that abolished the poll tax (which required people to pay a tax for the right to vote and therefore kept many poor people, especially blacks, from voting) and the landmark Voting Rights Act of 1965.

For the first time in 100 years, the post-Civil War Reconstruction Amendments would now be enforced, and the law not only targeted practices that excluded blacks from voting, but gave the federal government the power to enforce the law at all levels.

GENDER QUALIFICATIONS

Exactly when women began seeking the ballot is unclear, and there is evidence that women did vote occasionally in some of the states following the Revolution. The initiation of serious agitation for universal suffrage, including women, usually is attributed to the Seneca Falls Convention of 1848, which explicitly copied much of the Declaration of Independence and then substituted the sins of men against women in place of the actions of King George III toward his American Colonies.

But the reform movement of the 1850s could support only one major effort, and that proved to be the abolition of slavery, a movement in which women played a key role. When Congress gave the former slaves the right to vote, however, women felt betrayed.

Because states still controlled voting, women began by lobbying state legislatures for the ballot. The Wyoming territory gave women the vote in 1869, but by 1900 only four states had granted women full political equality. The movement picked up steam during the Progressive Era, the two decades of reform ferment between 1897 and 1917, and advocates of the ballot called for a constitutional amendment.

When the United States entered World War I as a declared effort to save democracy, political wisdom dictated that one could not send Americans to fight and die for an ideal overseas while denying it to half the population at home. President Woodrow Wilson, who had originally opposed such an amendment, now endorsed it; and Congress approved a constitutional amendment in June 1919. The necessary 36 states ratified the proposed amendment in less than a year, in time for women to vote in the 1920 presidential election.

اگرچہ پرائمری سسٹم انتخابی عمل کا بہت اہم بلکہ سب سے اہم حصہ تھا، لیکن جنوبی ریاستوں نے یہ فسانہ گھڑ رکھا تھا کہ سیاسی پارٹیاں پرائیویٹ تنظیمیں ہیں اور اس طرح وہ سیاہ فاموں کو رکیت دینے سے اور پرائمری انتخابات میں ووٹ دینے سے الگ رکھ سکتی ہیں۔ 1944 میں سپریم کورٹ نے اس فسانے کو مسترد کر دیا اور وہ عمل شروع کیا، جس کے نتیجے میں افریقی امریکی ووٹنگ کے اپنے قانونی حق کے دعویدار بن گئے۔

لیکن سیاہ فاموں کی برابری حاصل کرنے کی جنگ ابھی ختم نہیں ہوئی اور 1950 اور 1960 کے عشرے میں مارٹن لوتھر کنگ جونیئر، تھرگڈ مارشل اور دوسرے لیڈروں کی قیادت میں شہری حقوق کی تحریک نے عدالتوں اور کانگریس کے ایوانوں میں نسلی امتیاز کے سسٹم پر تنقید کی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ 1964 میں آئین میں 24 ویں ترمیم کی گئی، جس کے ذریعے پول ٹیکس ختم کر دیا گیا (پول ٹیکس کے قانون کے تحت ضروری تھا کہ ووٹ کے حق کے لئے ٹیکس ادا کیا جائے۔ اس شرط کی وجہ سے بہت سے غریب لوگ خاص طور پر سیاہ فام لوگ ووٹنگ کے حق سے محروم رہتے تھے)۔ 1965 میں ووٹنگ کے حقوق کا تاریخی ایکٹ منظور ہوا۔

اس طرح 100 سال میں پہلی مرتبہ خانہ جنگی کے بعد کی تعمیر نو ترمیم پر عملدرآمد کی راہ ہموار ہوئی۔ قانون نے نہ صرف ان قواعد کو نشانہ بنایا، جو سیاہ فاموں کو ووٹنگ سے الگ کرتے تھے بلکہ وفاقی حکومت کو یہ اختیار بھی دیا کہ وہ یہ قانون ہر سطح پر نافذ کرائے۔

جنس کی بنیاد پر رکاوٹیں

یہ بات واضح نہیں کہ خواتین نے ووٹنگ کے حق کا مطالبہ کب شروع کیا تاہم اس بات کے شواہد موجود ہیں کہ خواتین انقلاب کے بعد بعض ریاستوں میں کبھی کبھار ووٹنگ میں حصہ لیتی رہیں۔ لیکن خواتین سمیت سب کو حق رائے دہی دلوانے کی سنجیدہ تحریک کا آغاز 1848 کے سیزکافالز کنونشن سے ہوا۔ اس کنونشن کے اعلامیے میں زیادہ تر منشور آزادی کے مندرجات کو شامل کیا گیا تاہم ”شاہ جارج سوم کا سلوک اپنی امریکی نوآبادیات کے ساتھ“ کی جگہ ”خواتین کے خلاف مردوں کے گناہ“ تحریر کئے گئے۔

لیکن 1850 کے عشرے کی اصلاحات کی تحریک صرف ایک بڑی جدوجہد میں مدد کرنی اور وہ غلامی کے خاتمے کی جدوجہد تھی۔ اس تحریک میں خواتین نے کلیدی کردار ادا کیا تھا؛ تاہم جب کانگریس نے سابق غلاموں کو ووٹنگ کا حق دے دیا لیکن خواتین کو یہ حق نہ ملا تو خواتین نے اسے اپنے ساتھ دھوکا کر دیا۔

چونکہ ووٹنگ کا کنٹرول ریاستوں کے پاس تھا، اس لئے خواتین نے ووٹنگ کے حصول کے لئے ریاستی اسمبلیوں میں لابیگ شروع کی۔ 1869 میں وائیومنگ کے علاقے نے خواتین کو ووٹنگ کا حق دے دیا۔ لیکن 1900 تک صرف 4 ریاستوں میں خواتین کی سیاسی مساوی حیثیت تسلیم کی گئی۔ 1897 سے 1917 تک دو عشروں پر مشتمل ترقی پسند دور میں اس تحریک نے زور پکڑا اور ووٹنگ کے حق کے علمبرداروں نے آئینی ترمیم کا مطالبہ شروع کر دیا۔

جب امریکہ پہلی عالمی جنگ میں اس اعلان کے ساتھ شریک ہوا کہ وہ جمہوریت کو بچانا چاہتا ہے تو سبجا طور پر یہ سوال کیا جانے لگا کہ کوئی شخص کسی ایسے حق کی سر بلندی کے لئے امریکیوں کو بیرون ملک جنگ لڑنے اور جانیں قربان کرنے کے لئے کیسے بھیج سکتا ہے، جب وہ اپنے ملک کی آدمی آبادی کو اس حق سے محروم کئے ہوئے ہو۔ صدر وڈروولسن نے، جنھوں نے شروع میں ایسی ترمیم کی مخالفت کی تھی، اب اس کی توثیق کر دی اور کانگریس نے جون 1919 میں آئینی ترمیم منظور کر لی۔ ترمیم کی توثیق کے لئے 36 ریاستوں کی مطلوبہ تعداد نے ایک سال سے کم عرصے میں مجوزہ ترمیم کی توثیق کر دی اور اس طرح 1920 کے صدارتی انتخابات میں خواتین نے پہلی مرتبہ ووٹنگ کا اپنا حق استعمال کیا۔



(AP Photo)

U.S. Election Day

a Celebration of Political Activism

Volunteers, partisan and nonpartisan, keep the wheels of democracy turning

امریکی یوم انتخابات

سیاسی سرگرمی کے جشن کا دن

رضاکار، پارٹیوں کے حامی اور غیر جانبدار عناصر جمہوریت کا پیہرواں کھتے ہیں

Washington -- Bright balloons bob above a sea of rainbow-colored signs as loudspeakers blare music and announcements, and people in hats and shirts emblazoned with slogans hand out fliers, stickers and buttons. Election Day in the United States often arrives dressed as a carnival, ready to attract attention and excite voter interest.

The day begins early. On November 4, in villages, towns and cities across the United States, thousands of volunteers will rise before dawn to lend a hand for the U.S. elections. Some will line up outside campaign headquarters, eager to pick up the flyers, pamphlets and signs they will distribute at polling places in the hope of still influencing voters' decisions.

Others will go directly to the school cafeterias, gymnasiums and community centers that serve as polling places to assist in checking voter rolls, setting up voting machines and ensuring the elections are conducted in accordance with all applicable laws and regulations.

For these dedicated volunteers, Election Day is the culmination of months of hard work – a day when volunteers of all ages and

واشنگٹن: لاؤڈ سپیکروں پر جب موسیقی پیش کی جاتی ہے اور اعلانات کئے جاتے ہیں تو انتخابی نشانات پر بنی رنگ رنگی جھنڈیوں کے سمندر پر چمکدار غبارے تھرکنے لگتے ہیں اور نعروں سے مزین ہمیش اور شرٹس پہنے ہوئے لوگ، حاضرین میں دستی اشتہار، سکرلز اور بٹنز تقسیم کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ امریکہ میں انتخابات کے دن کو اکثر و بیشتر جشن کے طور پر منایا جاتا ہے تاکہ ووٹروں میں جوش اور ولولہ پیدا ہو اور ان کی توجہ حاصل کی جائے۔

4 نومبر کو پورے امریکہ کے دیہات، قصبوں اور شہروں میں دن کا آغاز کا جلد ہو جاتا ہے۔ ہزاروں رضا کار امریکی انتخابات کے عمل میں ہاتھ بٹانے کیلئے جلد بیدار ہو جاتے ہیں۔ بعض رضا کار، انتخابی مہمات کے ہیڈ کوارٹرز کے باہر قطار میں کھڑے ہو جاتے ہیں تاکہ دستی اشتہار، پمفلٹس اور نشانات حاصل کر سکیں جو وہ اس امید کے ساتھ پوائنٹ سیشنوں پر تقسیم کرتے ہیں کہ ووٹروں کی رائے پر اثر انداز ہو جائیں گے۔

بعض رضا کار، براہ راست اسکولوں کے کینے ٹیریاز، جمنازیز اور کمیونٹی سینٹرز پہنچ جاتے ہیں جہاں

backgrounds enjoy the excitement and occasional chaos of democracy in action.

VOLUNTEERS ESSENTIAL TO U.S. POLITICAL CAMPAIGNS

A campaign worker's involvement might have started with a newspaper article, a call for help from a community group or labor union, or a chance meeting with a prospective candidate. It might have been an issue on which he or she felt passionately that prompted a voter to give a candidate more than just a vote on Election Day. Whatever their initial reason for getting involved, these volunteers, most of them unpaid, lend their time and expertise to inform, educate and encourage their fellow voters to support specific candidates, political parties or issues.

Their involvement is essential to the U.S. election process. Most political organizations in the United States rely heavily on unpaid volunteers to mount effective campaigns, and both parties actively recruit volunteers on national, state and local levels.

In the United States, campaign workers perform a variety of tasks to promote their candidates' messages and get out the vote:

پولنگ مشین قائم ہوتے ہیں تاکہ وہ انتخابی فہرستوں کی جانچ پڑتال، ووٹنگ مشینیں قائم کرنے اور اس بات کو یقینی بنانے میں مدد سے سکیں کہ انتخابات مرد و خواتین اور رضا بطوں کے مطابق ہوں۔
ایسے پر عزم رضا کاروں کیلئے انتخابات کا دن کی مہینوں کی سخت محنت کے عروج کا دن ہوتا ہے جب ہر عراور کئی طرح کے پس منظر کے حامل رضا کار، جمہوری عمل کی گہما گہمی اور وقتی افراتفری سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

امریکہ کی سیاسی مہمات کیلئے رضا کاروں کی اہمیت انتخابی مہم کے کارکنوں کی شمولیت غالباً ایک اخباری مضمون سے شروع ہوتی ہے جس میں کسی معاشرتی گروپ یا لیبر یونین یا ممکنہ امیدوار کے ساتھ ہونے والے اجلاس کی جانب سے مدد کی اپیل کی جاتی ہے۔ یہ ایسا معاملہ ہو سکتا ہے جس میں کوئی مرد یا عورت بڑے جذباتی انداز میں یہ محسوس کرنے لگتی ہے کہ اسے انتخابات کے دن امیدوار کیلئے محض ووٹ دینے سے زیادہ کام کرنا چاہیے۔ اس وابستگی کی بنیادی وجہ کچھ بھی ہو، بیشتر رضا کار کسی مخصوص امیدوار، سیاسی جماعت یا کسی معاملے کے بارے میں ووٹروں کی حمایت حاصل کرنے کیلئے اپنا وقت اور مہارت بلا معاوضہ استعمال کرتے ہیں۔ ان کی وابستگی امریکہ کے انتخابی عمل کیلئے نہایت ضروری۔ بہت سی سیاسی تنظیمیں موثر مہم چلانے

(AP Photo)



A New York polling place uses a voting machine for the first time during the general election on Nov. 2, 1935

نیویارک کے ایک پولنگ اسٹیشن پر 2 نومبر 1935ء میں پہلی بار ووٹنگ مشین کا استعمال کیا گیا۔



(AP Photo)

4 November 2008 - New York, NY - Voters stand in line to vote at PS 290 on East 82 Street, Manhattan

4 نومبر 2008ء کو نیویارک میں رائے دہندگان مین ہٹن کی ایسٹ 82 سٹریٹ پر پی ایس 290 پروٹ ڈالنے کے لئے اپنی باری کے منتظر ہیں۔

- "Lit drops" involve distributing printed literature about a candidate to voters' homes, with volunteers assigned a specific area.
- "Canvassing" involves knocking on the doors of homes to talk with voters.
- "Mails" are campaign literature sent to voters' homes, but volunteers prepare the material — folding letters and stuffing, stamping and addressing envelopes.
- "Phone-banking" involves hundreds, sometimes thousands, of phone calls to prospective voters, promoting candidates and encouraging participation in the election.

Months in advance of the election, volunteers start distributing signs for voters to place in their windows or yards and handing out literature at bus and subway stops. They attend rallies and fundraising events, wear T-shirts with campaign slogans and display flags and bumper stickers on their cars — all to demonstrate support for the candidates of their choice.

On Election Day, volunteers distribute campaign literature and voter information at polling places and serve as their parties' witnesses to the legal conduct of voting. A long day's work (sometimes more than 12 hours at the polls) is capped by an anxious wait at a "victory" party for news of whether their candidate won or lost the election.

THE IMPORTANCE OF NONPARTISAN VOLUNTEERS

Many other volunteers working on Election Day take a deliberately nonpartisan approach and work to educate rather than influence voters.

کیلئے بلا معاوضہ رضا کاروں پر بہت زیادہ انحصار کرتی ہیں اور دونوں جماعتیں قومی، ریاستی اور مقامی سطحوں پر سرگرمی سے رضا کار بھرتی کرتی ہیں۔

امریکہ میں انتخابی مہم کے کارکن اپنے امیدواروں کے پیغامات عام کرنے اور ووٹ حاصل کرنے کیلئے مختلف کام کرتے ہیں۔

- "لٹ ڈراپس" اس کام کے تحت کسی امیدوار کے بارے میں مطبوعہ مواد گھروں میں تقسیم کیا جاتا ہے اور اس سلسلے میں رضا کاروں کے علاقے مخصوص کر دیے جاتے ہیں۔
- "کنوینٹنگ" اس کام میں رضا کار، لوگوں کی حمایت حاصل کرنے کیلئے گھر گھر جاتے ہیں۔
- "میلر" اس میں انتخابی مہم کا مواد دوڑوں کے گھروں کو بھیجا جاتا ہے۔ رضا کار مواد تیار کرتے ہیں، لفافوں میں مواد ڈالتے ہیں بند کر کے ان پر ٹیکس اور پتے چسپاں کرتے ہیں۔
- "فون بینکنگ" اس کام میں ممکنہ ووٹروں کو سینکڑوں، بعض اوقات ہزاروں فون کئے جاتے ہیں، امیدوار کے بارے میں تفصیلی معلومات فراہم کی جاتی ہیں اور انتخابات میں حق رائے دہی استعمال کرنے کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔

انتخابات سے مہینوں پہلے رضا کار دوڑوں کو نشانہ بناتے تقسیم کرنا شروع کر دیتے ہیں تاکہ وہ انہیں اپنی کھڑکیوں یا حوضوں میں آویزاں کر سکیں۔ اس کے علاوہ بسوں اور زمین دوز ریلوے کے سٹاپس پر انتخابی مواد تقسیم کرتے ہیں۔ رضا کار، ریلوں اور فنڈ جمع کرنے کے پروگراموں میں شرکت کرتے ہیں، مہم کے نعروں سے مزین ٹی شرٹس پہنتے ہیں اور گاڑیوں پر پرچم لگاتے اور سکر چسپاں کرتے

Every polling place in the United States relies on election officials to ensure fair, orderly voting, protect the rights of voters, and enforce voting laws and regulations.

امریکہ کے ہر پولنگ سٹیشن پر منصفانہ اور منظم ووٹنگ،
ووٹروں کے حقوق کے تحفظ اور ووٹنگ کے قوانین اور ضابطوں
کے نفاذ کو یقینی بنانے کا دارومدار انتخابی اہلکاروں پر ہوتا ہے۔

Members of the League of Women Voters, a nonpartisan political organization established in 1920, are dedicated to improving government and enhancing public policy through citizen education. The organization describes itself as “a grassroots organization, working at the national, state and local levels” throughout the United States and its territories. Strictly nonpartisan, it neither supports nor opposes candidates for office at any level of government and acts as a respected neutral party in political events such as candidate debates. Some of its members also serve as election officials.

Every polling place in the United States relies on election officials to ensure fair, orderly voting, protect the rights of voters, and enforce voting laws and regulations. Requirements for serving as an election official vary from state to state, but all require officials to be registered voters. States also prohibit candidates seeking office, as well as members of the candidates' families, from serving as election officials.

Election officials must undergo training before Election Day to become familiar with both the procedures and the machinery for voting. They learn how to assist voters without influencing, interfering with, or intruding upon the right to vote freely and secretly. Above all, election officials must be impartial. They cannot promote a specific candidate and cannot wear or display any items that advertise a candidate or a political party.

On November 5, the streamers will be down, the signs removed and all the related trappings of a spirited campaign season packed away, as the volunteers return to their usual routines and their newly elected leaders get on with the business of governance. And, in offices scattered across the nation, the planning will begin for the 2010 elections.

ہیں۔ ان سب باتوں کا مقصد اپنی پسند کے امیدوار کی حمایت کا اظہار کرنا ہوتا ہے۔
انتخابات کے دن رضا کار مہم کا مواد تقسیم کرتے ہیں، پولنگ سٹیشنوں پر ووٹروں کے بارے میں
معلومات فراہم کرتے ہیں اور اپنی پارٹیوں کی طرف سے ووٹنگ کے قانونی عمل کے گواہ کے طور پر
خدمات انجام دیتے ہیں۔ دن بھر کے کام (بعض اوقات، پولنگ سٹیشنوں پر کام 12 گھنٹے سے بھی
زیادہ ہوتا ہے) کے بعد بڑی بیٹابی سے اس خبر کا انتظار کرتے ہیں کہ آیا ان کا امیدوار انتخابات میں
کامیاب ہوا ہے یا نہیں۔

غیر جانبدار رضا کاروں کی اہمیت

انتخابات کے دن کام کرنے والے بہت سے رضا کار جان بوجھ کر غیر جانبدار نہ سوچ اپناتے ہیں
اور ووٹروں پر اثر انداز ہونے کی بجائے ان میں آگاہی پیدا کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

لیگ آف وومن ووٹرز نے، جو 1920 میں قائم ہونے والی ایک غیر جانبدار سیاسی تنظیم ہے،
شہریوں میں آگاہی پیدا کرنے کے ذریعے حکومت اور سرکاری پالیسی میں بہتری لانے کیلئے خود کو
وقف کر رکھا ہے۔ یہ خود کو پٹی سطح کی تنظیم قرار دیتی ہے اور پورے امریکہ اور اس کے علاقوں میں قومی،
ریاستی اور مقامی سطحوں پر کام کرتی ہے۔ یہ قطعی طور پر غیر جانبدار تنظیم ہے جو حکومت کے کسی سطح کے
عہدے کیلئے کسی امیدوار کی نہ تو حمایت کرتی ہے نہ ہی مخالفت۔ یہ امیدواروں کے مباحثوں جیسے
سیاسی پروگراموں میں ایک معزز غیر جانبدار پارٹی کا کردار ادا کرتی ہے۔ اس کے بعض ارکان انتخابی
اہلکار کے طور پر خدمات بھی انجام دیتے ہیں۔

امریکہ کے ہر پولنگ سٹیشن پر منصفانہ اور منظم ووٹنگ، ووٹروں کے حقوق کے تحفظ اور ووٹنگ کے
قوانین اور ضابطوں کے نفاذ کو یقینی بنانے کا دارومدار انتخابی اہلکاروں پر ہوتا ہے۔ ہر ریاست میں
انتخابی اہلکار کے طور پر خدمات انجام دینے کے تقاضے مختلف ہیں لیکن تمام ریاستوں میں یہ بات
ضروری ہے کہ اہلکار جسر ڈوٹر ہونے چاہئیں۔ ریاستوں میں امیدوار کی طرف سے کوئی عہدہ رکھنے
اور امیدوار کے اہل خانہ کے انتخابی اہلکار کے طور پر خدمات انجام دینے پر پابندی ہے۔

انتخابی اہلکاروں کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ انتخابات سے پہلے تربیت حاصل کریں تاکہ وہ انتخابی
طریقہ کار اور ووٹنگ کی مشینری سے واقفیت حاصل کر سکیں۔ انہیں یہ تربیت دی جاتی ہے کہ وہ ووٹروں
پر اثر انداز ہونے یا حق رائے دہی آزادانہ اور خفیہ طور پر استعمال کرنے کے عمل میں مداخلت کئے بغیر
ان کی کیسے مدد کر سکتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ انتخابی اہلکار غیر جانبدار ہونے چاہئیں۔ وہ کسی
خاص امیدوار کو اجاگر نہیں کر سکتے اور نہ ہی ایسی چیز پہن یا استعمال کر سکتے ہیں جس سے کسی امیدوار یا
کسی سیاسی پارٹی کی تشہیر ہوتی ہو۔

5 نومبر کو جھنڈے، کتبے اور نشان ہٹا دیئے جائیں گے، انتخابی مہم سے متعلق سامان باندھ دیا جائے گا
، رضا کار اپنے معمول کے کاموں پر چلے جائیں گے اور ان کے نئے منتخب لیڈر حکومتی امور سنبھال لیں
گے۔ اس کے بعد ملک بھر میں پھیلے ہوئے پارٹیوں کے دفاتر میں 2010 کے انتخابات کیلئے منصوبہ
بندی شروع ہو جائے گی۔



Secretary Clinton Concludes 3-DAY VISIT TO PAKISTAN

وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن کا پاکستان کا 3 روزہ دورہ مکمل

U.S. Secretary of State Hillary Clinton today completed a 3-day visit to Pakistan. In her meetings and public events in both Islamabad and Lahore, Secretary Clinton underscored America's desire to build a broad and deep partnership with Pakistan based on mutual trust and respect that both combats violent extremists and strengthens Pakistan's democratically elected government and civilian institutions to serve Pakistan's people.

In addition to Secretary Clinton's official meetings, she also participated in a number of town hall and civil society engagements - in addition to media roundtables each day with television, print, and radio journalists - to connect directly with the people of Pakistan.

Day 1 – Islamabad, Pakistan

In Islamabad on October 28, the Secretary met with Foreign Minister Shah Mahmood Qureshi and Prime Minister Yousef Raza Gilani at the Prime Minister's Residence. Secretary Clinton also attended a lottery drawing that is part of the Benazir Income Support Program honoring the late Benazir Bhutto. The program provides support to Pakistan's poorest women and their families. She then ended her first day with a meeting and dinner hosted by President Asif Ali Zardari at the Presidential Residence.

Throughout the first day, Secretary Clinton announced a number of major contributions to Pakistan:

- \$125 million to launch the first phase of a Signature Energy Program by the United States to support Pakistan's energy development;

امریکی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن نے پاکستان کا اپنا 3 روزہ دورہ مکمل کر لیا۔ انھوں نے اسلام آباد اور لاہور میں اپنی ملاقاتوں اور دوسری پبلک تقریبات میں امریکہ کی اس خواہش کا اظہار کیا کہ ہم پاکستان کے ساتھ گہری اور وسیع البیاد شراکت داری قائم کرنا چاہتے ہیں، جو باہمی اعتماد اور احترام پر مبنی ہو، تاکہ تشدد اور انتہا پسندی کا مقابلہ کیا جاسکے اور پاکستان کی منتخب جمہوری حکومت اور سول اداروں کو مضبوط بنایا جاسکے اور اس طرح یہ ادارے پاکستان کے عوام کی خدمت کر سکیں۔

وزیر خارجہ نے سرکاری ملاقاتوں کے علاوہ ٹاؤن ہال اور سول سوسائٹی کے اجتماعات میں بھی شرکت کی۔ وہ روزانہ صحافیوں سے بھی ملاقات کرتی رہیں، جس میں ٹیلی ویژن، اخبارات اور ریڈیو کے صحافی شامل ہوتے تھے، تاکہ پاکستان کے عوام سے براہ راست رابطہ قائم کیا جاسکے۔

دورے کا پہلا دن - اسلام آباد، پاکستان

28 اکتوبر کو اسلام آباد میں وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن نے پاکستان کے وزیر اعظم کی رہائشگاہ پر وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی اور وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی سے ملاقات کی۔ انھوں نے بے نظیر بھٹو کے نام سے قائم بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کی قرعہ اندازی کی ایک تقریب میں بھی شرکت کی۔ اس پروگرام کے ذریعے پاکستان کی انتہائی غریب خواتین اور ان کے خاندانوں کی مدد کی جاتی ہے۔ وزیر خارجہ نے اپنے دورے کے پہلے دن کی مصروفیات کا اختتام ایوان صدر میں صدر آصف علی زرداری سے ملاقات سے کیا، جنھوں نے وزیر خارجہ کے اعزاز میں عشاء دیا۔

اپنے دورے کے پہلے دن وزیر خارجہ کلنٹن نے پاکستان کے لئے مندرجہ ذیل امدادی پروگراموں کا بھی اعلان کیا:

- 125 ملین ڈالر کی رقم، جو پاکستان کی بجلی کی پیداوار بڑھانے کے لئے توانائی کے ایک اہم پروگرام

- \$55 million that will assist Pakistan and U.N. agencies to provide humanitarian relief to families displaced from South and North Waziristan and the North-West Frontier Province;
- \$103.5 million to the Government of Pakistan's priority law enforcement and border security programs;
- \$85 million to the Benazir Income Support Fund.

Day 2 – Islamabad and Lahore, Pakistan

On October 29, Secretary Clinton continued emphasizing the Obama Administration's efforts to broadly expand and deepen U.S. – Pakistan official and people-to-people relations, consistent with the democratic ideals of both nations.

Secretary Clinton began her day in Islamabad with a visit to the shrine of the Sufi Saint Shah Abdul Latif Kazmi, the Bari Imam, which is visited by hundreds of thousands of people each year. She then traveled to Lahore, where she visited the memorial for Pakistan's national leader Allama Iqbal and the 17th century Badshahi Mosque, one of the largest in South Asia, constructed by Aurangzeb, the sixth Mughal Emperor.

At the historic Government College University, Secretary Clinton met with a group of Lahore-based lawyers and civil society leaders and addressed a student audience at the College's auditorium. In both meetings, the Secretary reiterated America's strong support for Pakistan's successful return to democratic governance last year and her vision of a broad relationship between Pakistan and the United States based on mutual respect and shared values.

Throughout the second day, Secretary Clinton announced:

- A \$45 million American contribution to the Government of Pakistan's Higher Education Commission (HEC) that will expand university and technical education for displaced students and those students in other vulnerable areas.
- Humari Awaz ("Our Voice"), the first Pakistani mobile phone-based social network, enabling Pakistanis -- who are active users of mobile phone text services -- to develop communities of shared interest for social engagement, economic activity and public debate on contemporary issues.

The Secretary also met with Punjab Chief Minister Shabaz Sharif and former Prime Minister Nawaz Sharif, leaders of the political opposition, and spoke to Lahore's business community at an event hosted by Punjab Governor Salmaan Taseer.

Reflecting the growing importance of the bilateral relationship, the Secretary participated in a program in which she elevated the U.S. diplomatic presence in Lahore from Consulate to Consulate General status.

Upon returning to Islamabad, Secretary Clinton met with Chief of Army staff General Ashfaq Parvez Kayani and Director for Inter-Services Intelligence Lt. General Ahmad Shuja Pasha to discuss

شروع کرنے کے لئے استعمال ہوگی؛

▪ 55 ملین ڈالر کی رقم، جو جنوبی اور شمالی وزیرستان اور صوبہ سرحد کے مختلف علاقوں میں بے گھر ہونے والے خاندانوں کی دیکھ بھال کرنے والے پاکستانی اور اقوام متحدہ کے اداروں کو دی جائے گی؛

▪ 103.5 ملین ڈالر کی رقم، جو نفاذ قانون اور سرحدی نگرانی کے حکومت پاکستان کے ترجیحی پروگراموں کے لئے استعمال ہوگی؛

▪ 85 ملین ڈالر کی رقم، جو بے نظیر انکم سپورٹ فنڈ کے لئے استعمال ہوگی۔



دورے کا دوسرا دن..... اسلام آباد اور لاہور، پاکستان

29 اکتوبر کو وزیر خارجہ کلنٹن نے اوباما انتظامیہ کی ان کوششوں پر روتنی ڈالی، جو وہ پاکستان اور امریکہ کے سرکاری اور عوامی سطح کے تعلقات کو گہرا اور وسیع بنانے کے لئے کر رہی ہے اور جو دونوں ملکوں کی جمہوری اقدار سے مطابقت رکھتے ہیں۔

وزیر خارجہ نے اپنی مصروفیات کا آغاز اسلام آباد میں صوفی بزرگ شاہ عبداللطیف کاظمی، المعروف بری امام کے مزار پر حاضری سے کیا، جس کی زیارت کے لئے ہر سال لاکھوں لوگ آتے ہیں۔ اس کے بعد وزیر خارجہ لاہور گئیں، جہاں انھوں نے پاکستان کے قومی رہنما علامہ اقبال کے مزار پر حاضری دی اور 17 ویں صدی میں تعمیر ہونے والی بادشاہی مسجد دیکھی، جو جنوبی ایشیا کی بڑی بڑی مسجدوں میں شمار ہوتی ہے اور جسے چھٹل شہنشاہ اورنگ زیب نے تعمیر کرایا تھا۔

تاریخی تعلیمی ادارے گورنمنٹ کالج یونیورسٹی میں وزیر خارجہ کلنٹن نے لاہور کے وکلاء اور سول سوسائٹی کے لیڈروں کے ایک گروپ سے ملاقات کی اور کالج کے آڈیٹوریم میں طلبہ سے خطاب کیا۔

ان دونوں اجتماعات میں انھوں نے امریکہ کی اس خواہش کا اعادہ کیا کہ ہم پاکستان میں گزشتہ سال قائم ہونے والی جمہوری حکومت کی بھرپور حمایت کرتے ہیں اور امریکہ اور پاکستان کے درمیان وسیع البند تعلقات کے قیام کے خواہشمند ہیں، جو باہمی احترام اور مشترکہ اقدار پر مبنی ہوں۔

وزیر خارجہ نے اپوزیشن کے سیاسی رہنماؤں پنجاب کے وزیر اعلیٰ شہباز شریف اور سابق وزیر اعظم

Secretary Clinton underscored America's desire to build a broad and deep partnership with Pakistan based on mutual trust and respect

وزیر خارجہ کلنٹن نے امریکہ کی اس خواہش کا اظہار کیا کہ ہم پاکستان کے ساتھ گہری اور وسیع البینا شراکت داری قائم کرنا چاہتے ہیں، جو باہمی اعتماد اور احترام پر مبنی ہو

the recent operations in South Waziristan and areas of mutual interest.

Day 3 – Islamabad, Pakistan

In Islamabad on October 30, Secretary Clinton met with political and community leaders from the North-West Frontier Province (NWFP) and the Federally Administered Tribal Areas (FATA), where she underscored American support for humanitarian and livelihood assistance, education, media and communications for people living in these areas of conflict. The Secretary expressed U.S. condolences for the victims of recent terror attacks in Pakistan and strong support for the sacrifices being made by Pakistan's army in its current engagement against extremists. Secretary Clinton also engaged the local leaders in a discussion about the political and security situations in their areas.

In a televised town hall meeting with Pakistani women, hosted by five of Pakistan's top women journalists, the Secretary again addressed America's desire to build a broad, more comprehensive relationship with Pakistan based on mutual trust and respect.

In a rare and historic visit by a Secretary of State, Secretary Clinton also met with newly-elected parliamentarians at the National



Assembly, where she reassured them of America's strong support for the country's return to democracy. They discussed social, economic and political areas of mutual interest

Later, at the Police Lines Headquarters in Rawalpindi, the Secretary paid tribute to Pakistani police officers who seek to protect civilians and suffer the brunt of terrorist attacks. Prior to departure, the Secretary attended an Embassy reception highlighting Pakistan's rich artistic and cultural heritage.

نواز شریف سے بھی ملاقات کی۔ انھوں نے پنجاب کے گورنر سلمان تاثیر کے زیر اہتمام ہونے والے ایک اجتماع میں لاہور کی تاجر برادری سے بھی خطاب کیا۔

وزیر خارجہ نے دو طرفہ تعلقات میں اضافے کی اہمیت کے پیش نظر ایک پروگرام میں شرکت کرتے ہوئے لاہور میں امریکی سفارتی مشن کا درجہ تو نصیلت سے بڑھا کر تو نصیلت جزل کرنے کا بھی اعلان کیا۔

اسلام آباد واپسی پر وزیر خارجہ نے پاکستان کے بری فوج کے سربراہ جزل اشفاق پرویز کیانی اور آئی ایس آئی کے ڈائریکٹر لیفٹیننٹ جزل احمد شجاع پاشا سے ملاقات کی اور جنوبی وزیرستان میں جاری فوجی آپریشن اور باہمی دلچسپی کے دوسرے امور پر بات چیت کی۔

دوسرے دن کی مصروفیات کے موقع پر وزیر خارجہ نے مندرجہ امدادی پروگراموں کا اعلان کیا:

■ 45 ملین ڈالر، حکومت پاکستان کے اعلیٰ تعلیمی کمیشن کی مدد کے لئے۔ یہ رقم بے گھر ہونے والے خاندانوں اور دوسرے پسماندہ علاقوں کے طلبہ کی یونیورسٹی کی تعلیم اور ٹیکنیکل تعلیم کے لئے استعمال ہوگی۔

■ ہماری آواز (Our Voice) کے نام سے قائم ہونے والے پاکستان کے پہلے موبائل فون پر مبنی سماجی نیٹ ورک کے لئے امداد، تاکہ پاکستان کے وہ لوگ..... جو موبائل فون ٹیکسٹ سروس استعمال کرتے ہیں..... سماجی خدمات کے لئے ہم خیال لوگوں کو منظم کر سکیں اور سماجی خدمات، اقتصادی سرگرمیوں اور حالات حاضرہ پر عوامی مباحثوں کا انتظام کر سکیں۔

دورے کا تیسرا دن..... اسلام آباد، پاکستان

30 اکتوبر کو اسلام آباد میں وزیر خارجہ کلنٹن نے صوبہ سرحد اور قبائلی علاقوں (فانا) کے سیاسی اور سماجی رہنماؤں سے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں انھوں نے شوش زدہ علاقوں میں انسانی بھمدردی کی سرگرمیوں، گزر بسر کے پروگراموں، تعلیم، میڈیا اور مواصلات کے لئے امریکی امداد اور حمایت کا اظہار کیا۔ انھوں نے پاکستان میں حالیہ دہشت گردی میں ہلاک ہونے والوں کے لئے تعزیت کی، اور پاکستان کی فوج انتہا پسندوں کے خاتمے کے لئے جو قربانیاں دے رہی ہے، اسے سراہتے ہوئے امریکہ کی بھرپور حمایت کا اظہار کیا۔ وزیر خارجہ نے ان علاقوں کی سیاسی اور سیکورٹی کی صورتحال کے بارے میں بھی مقامی لیڈروں سے تبادلہ خیال کیا۔

پاکستانی خواتین کے ساتھ ایک ٹاؤن ہال میٹنگ میں، جو ٹیلی ویژن سے نشر ہوئی، اور جس کا اہتمام پاکستان کی پانچ ممتاز ترین خاتون صحافیوں نے کیا تھا، وزیر خارجہ نے امریکہ کی اس خواہش کا پھر اظہار کیا کہ ہم پاکستان کے ساتھ باہمی اعتماد اور احترام پر مبنی وسیع البینا اور جامع تعلقات چاہتے ہیں۔

وزیر خارجہ نے اپنے اس اہم دورے میں قومی اسمبلی میں منتخب ارکان پارلیمنٹ سے بھی ملاقات کی اور یہ یقین دہانی کرائی کہ امریکہ پاکستان میں جمہوریت کی بحالی کا خیر مقدم اور حمایت کرتا ہے۔ انھوں نے باہمی دلچسپی کے سماجی، اقتصادی اور سیاسی امور پر بھی بات چیت کی۔

وزیر خارجہ راولپنڈی میں پولیس لائنز ہیڈ کوارٹرز بھی گئیں، جہاں انھوں نے پاکستان کے پولیس اہلکاروں کو خراج تحسین پیش کیا اور کہا آپ عام لوگوں کی حفاظت کے لئے جو خدمات انجام دے رہے ہیں اور دہشت گردوں کے حملوں کا جو مقابلہ کر رہے ہیں، وہ قابلِ داد ہے۔

روانگی سے پہلے وزیر خارجہ نے ایمبسی کے ایک استقبالے میں شرکت کی، جس میں پاکستان کے عظیم ثقافتی اور فنی ورثہ کی عکاسی کی گئی تھی۔

Eid al-Adha

“Surely Abraham was an example, obedient to Allah, by nature upright, and he was not of the polytheists. He was grateful for Our bounties. We chose him and guided him unto a right path. We gave him good in this world, and in the next he will most surely be among the righteous.” (Qur’an 16:120-121)

At the end of the Hajj (annual pilgrimage to Mecca), Muslims throughout the world celebrate the holiday of Eid al-Adha (Festival of Sacrifice). Eid al-Adha is a festival that commemorates the willingness of Ibrahim (also known as Abraham) to follow Allah’s command to sacrifice his son Ishmael. Muslims around the world mark the occasion by wearing new clothes and ensuring that everybody in their community can eat a meat based meal.

At Eid al-Adha, Muslims make a special effort to pray and listen to a sermon at a mosque. They also wear new clothes, visit family members and friends and may symbolically sacrifice an animal in an act known as qurbani. This represents the animal that Ibrahim sacrificed in the place of his son.

In some traditionally Muslim countries, families or groups of families may purchase an animal known as udhiya, usually a goat or sheep, to sacrifice, but this is not common or legal in many parts of some countries such as Australia, Canada, the United Kingdom, the United States. In these countries, groups of people may purchase a whole carcass from a butcher or slaughterhouse and divide it amongst themselves or just buy generous portions of meat for a communal meal on Eid-al-Adha. People also give money to enable poorer members of their local community and around the world to eat a meat-based meal.

In the period around Eid al-Adha, many Muslims travel to Mecca and the surrounding area in Saudi Arabia to perform the Hajj pilgrimage. Package holidays are organized from many countries. Muslims may plan and save for many years to enable them to take part in this event, which is one of the five pillars of Islam.

On the first morning of Eid al-Adha, Muslims around the world attend morning prayers at their local mosques. Prayers are followed by visits with family and friends, and the exchange of greetings and gifts. At some point, members of the family will visit a local farm or otherwise will make arrangements for the slaughter of an animal. The meat is distributed during the days of the holiday or shortly thereafter.

A group of Muslim men arrive at the Grand Musalla prior to performing Eid al-Fitr prayers

مسلمانوں کا ایک گروپ عید الفطر کے موقع پر عظیم مصلیٰ میں نماز کی ادائیگی کے لئے آرہے ہیں۔

عید الاضحیٰ

"یقیناً ابراہیم اللہ کی اطاعت میں ایک مثال تھے۔ راستبازی ان کی فطرت میں شامل تھی اور وہ لحدوں میں سے نہیں تھے۔ وہ ہماری رحمتوں کے شکر گزار تھے۔ ہم نے ان کیلئے سچائی کا راستہ چنا اور راہِ حق تک پہنچنے میں ان کی راہنمائی کی۔ ہم نے دنیا میں ان پر رحمتیں نازل کیں اور آخرت میں بھی یقیناً وہ نیک بندوں میں سے ہوں گے۔" (قرآن: پارہ 16 آیت 120 تا 121)

دنیا بھر کے مسلمان مکہ مکرمہ میں فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد عید الاضحیٰ یعنی قربانی کا تہوار مناتے ہیں۔ یہ تہوار، ابراہیمؑ کی طرف سے حکم خداوندی کی بجا آوری میں اپنے فرزند اسماعیلؑ کی قربانی پر آمادگی ظاہر کرنے کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ اس موقع پر دنیا بھر کے مسلمان نئے کپڑے پہنتے ہیں جانوروں کی قربانی دیتے ہیں اور عام طور پر مسلمان گوشت پر مبنی پکوان ضرور کھاتے ہیں۔

عید الاضحیٰ کے موقع پر مسلمان، مساجد اور کھلی جگہوں پر جمع ہو کر نماز ادا کرتے ہیں اور خطبہ سنتے ہیں، بعد میں عزیزوں اور دوستوں سے ملنے ہیں اور جانور ذبح کرتے ہیں جسے قربانی کہا جاتا ہے۔ یہ قربانی سنت ابراہیمؑ کی پیروی میں دی جاتی ہے۔

روایتی اسلامی ملکوں میں اہل خاندان یا گروپوں کی صورت میں لوگ جانور خریدتے ہیں اور قربانی کرتے ہیں۔ تاہم آسٹریلیا، کینیڈا، برطانیہ اور امریکہ سمیت دنیا کے بیشتر ملکوں میں یہ روایت عام نہیں ہے یا قانونی لحاظ سے اس پر پابندی ہے۔ ان ملکوں میں مسلمانوں کے گروپ کسی قصاب یا مذبح خانے سے ذبح شدہ پورا جانور لیتے ہیں اور آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں یا معاشرتی ضیافتوں کیلئے گوشت کا بڑا حصہ خرید لیتے ہیں۔ اس موقع پر لوگ اپنے معاشرے کے غریبوں کو نقد امداد بھی دیتے ہیں تاکہ وہ عید منا سکیں۔

عید الاضحیٰ سے کچھ پہلے بہت سے مسلمان فریضہ حج کی ادائیگی کیلئے سعودی عرب کا سفر کرتے ہیں۔ اس موقع پر کئی ملکوں میں عام تعطیلات ہوتی ہیں۔ فریضہ حج ادا کرنے کیلئے، جو اسلام کے پانچ ارکان کا حصہ ہے، مسلمان کئی برس تک منصوبہ بندی کرتے ہیں اور رقم جمع کرتے ہیں۔

عید الاضحیٰ کی صبح دنیا بھر کے مسلمان مقامی مساجد یا کھلے مقامات پر نماز عید ادا کرتے ہیں دوستوں اور عزیزوں سے ملنے جاتے ہیں۔ عید کی مبارکباد اور تحائف کا تبادلہ کرتے ہیں۔ بعض مقامات پر اہل خاندان جانور خریدنے، مویشیوں کی مقامی منڈی میں جاتے ہیں یا جانور کی قربانی کا اہتمام کرتے ہیں

گوشت، قربانی کے بعد یا عید کی چھٹیوں کے دوران تقسیم کیا جاتا ہے۔



Muslims of different nationalities wait to perform the early morning prayers during the Eid-al-Adha in Dubai, United Arab Emirates

مختلف قومیتوں سے تعلق رکھنے والے مسلمان وہی، متحدہ عرب امارات میں عید الاضحیٰ کے موقع پر نماز کے منتظر ہیں۔

U.S. Consulate Lahore Shares the Spirit of Ramadan and the Joys of Eid with Children

Principal Officer hosts Eid lunch for children, distributes gifts among orphans, students

امریکی قونصل خانہ لاہور کی رمضان المبارک کے جذبے اور عید کی خوشیوں میں بچوں کے ساتھ شرکت

پرنسپل آفیسر کی جانب سے بچوں کیلئے عید کی دعوت اور تہیوں اور طالب علموں میں تحائف کی تقسیم



(AP Photo)

Lahore, September 28, 2009 - U.S. Consulate Principal Officer Carmela Conroy sharing a meal with children from Abroo Educational Welfare Organization at an Eid lunch she hosted for 100 students.

لاہور میں 28 ستمبر 2009ء کو امریکی قونصل خانہ کی پرنسپل آفیسر کارمیلا کونروئے عید کے موقع پر ابرو ایجوکیشنل ویلفیئر آرگنائزیشن سے تعلق رکھنے والے بچوں کے ساتھ کھانے میں شریک ہیں۔

"Eid Mubarak to all of you, I hope you had a great celebration with your friends and family," said Principal Officer Carmela Conroy greeting 100 children she had invited for an Eid lunch at McDonalds. As their meals were being prepared by the cheerful staff, the kids, aged 5-12, were treated to a magic show, played musical chairs, and sang songs. The children were from the Abroo Educational Welfare Organization, which provides free education and lunch to children of domestic workers. The organization is funded by

پرنسپل آفیسر کارمیلا کونروئے نے 100 بچوں کو، جنہیں انہوں نے عید کے دن میکڈونلڈ میں دوپہر کے کھانے کی دعوت دی، مبارکباد دیتے ہوئے کہا "آپ سب کو عید مبارک، امید ہے کہ آپ نے اپنے دوستوں اور اہل خانہ کے ساتھ عید کی خوشیاں خوب منائی ہوں گی۔" اس وقت جب میکڈونلڈ کا عملہ 5 سے 12 برس کے ان بچوں کے لئے کھانا تیار کر رہا تھا، بچوں کو ہجک شو دکھایا گیا، میوزیکل چیئرز کا کھیل اور نغمے پیش کئے گئے۔ ان بچوں کا تعلق ابرو ایجوکیشنل ویلفیئر آرگنائزیشن سے تھا۔ یہ تنظیم، گھریلو ملازم بچوں کو مفت تعلیم فراہم کرنے کے علاوہ دوپہر کا کھانا بھی دیتی ہے۔ تنظیم کیلئے رقوم حاصل

کرنے کے دو ذرائع ہیں ایک عطیات اور دوسرا کوڑا چھننے سے حاصل ہونے والی آمدنی۔ بچے، تنظیم کی طرف سے کھانا ملنے کے بعد کوڑا کرکٹ کے تھیلوں سے کوڑا خوشی خوشی چنتے ہیں۔

دوپہر کا کھانا، تقریبات کے اُس سلسلے کی آخری تقریب تھی جس کا اہتمام امریکی توصل خانے نے ماہ رمضان کے دوران کیا۔ گذشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی توصل خانے نے پورے ماہ رمضان کے دوران افطار ڈزکا اہتمام کیا اور یتیم خانوں اور غریب بچوں کو تعلیم دینے والے مذہبی اور غیر مذہبی سکولوں کے بچوں کو تحائف دیئے۔ ماہ رمضان کی ان تقریبات کے علاوہ توصل خانے نے اخبارات، ریڈیو اور ٹی وی چینلوں کے نمائندوں کے اعزاز میں عید ڈز بھی دیا۔

کوئٹے نے عید الفطر کے موقع پر دیئے گئے صدر اہامہ کے اس بیان کو دہرایا کہ عید پر مہینے بھر کی دن رات کی عبادت اور ریاضت مکمل ہونے کی خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ اس مبارک موقع پر مسلمان، غربت، بھوک، تنازعات اور بیماریوں کے متاثرین سمیت نادار لوگوں کو یاد رکھتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ لاہور کا امریکی توصل خانہ، پاکستان میں امریکہ کا مشن اور باقی اہامہ انتظامیہ ایسے نادار مسلمانوں کو نہ

donations and through fees received for collecting trash, which the children happily collected in garbage bags after eating their Happy Meals.

The lunch was the final of a series of events hosted by the U.S. Consulate to celebrate the holy month of Ramadan. As in previous years, the Consulate hosted Iftar dinners throughout the month; and presented gift bags to children at orphanages and secular and religious schools serving economically disadvantaged communities. In addition to these Ramadan events, the Consulate also hosted an Eid dinner for the Lahore print and electronic media.

Ms Conroy reiterated President Obama's remarks on the occasion of Eidul Fitr, that, "Eid is a time to celebrate the completion of 30 days and nights of devotion. But even on this festive occasion, Muslims remember those less fortunate, including those impacted by poverty, hunger, conflict, and disease." She added that Consulate Lahore and the US Mission in Pakistan, with the rest of the Obama administration, were "working to ensure that such less fortunate Muslims are able to fulfill their charitable obligations not just during Ramadan, but throughout the year."

Earlier in the month, a colorful and lively band display greeted the Principal Officer on arrival at Darul Shafqat for boys, a 125-year-old orphanage in Lahore supported by Anjuman Himayat-i-Islam.

"I am very happy to meet you all and present these gifts to you," said the U.S. diplomat as she distributed Ramadan gift bags to the children. "The real gift is the gift of education your teachers give to you every day." The young children were all smiles as they received bags containing school supplies, juice, cookies, and candy. The U.S. diplomat also visited the girls' branch of the orphanage later on.

This year, the Consulate distributed gift bags to 1000 children from Darul Shafqat, Jamia Baqirul Uloom, Jamia Rizvia, Jamia Muhammadiyah Rizvia, and SOS Village. In addition, the Consulate also presented ration bags to 150 underprivileged families in the Green Town area of Lahore. The ration bags contained flour, oil, sugar and vermicelli.



(AP Photo)

صرف ماہ رمضان بلکہ پورے سال کے دوران ان کی ذمہ داریاں پوری کرنے میں اعانت کے لئے کوشاں ہیں۔ مہینے کے اوائل میں پرنسپل آفیسر جب لڑکوں کے یتیم خانے دارالشفقت پہنچیں تو رنگارنگ کپڑوں میں ملبوس بینڈ نے ان کا استقبال کیا۔ لاہور کا یہ 125 سال پرانا یتیم خانہ انجمن حمایت اسلام کے تعاون سے چلایا جا رہا ہے۔ امریکی سفارتکار نے بچوں میں "رمضان گفٹ بیگز" تقسیم کرتے ہوئے کہا "آپ سے ملاقات کر کے اور آپ کو تحفے دیکر مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔ آپ کیلئے حقیقی تحفہ وہ ہے جو آپ کے اساتذہ روزانہ آپ کو دیتے ہیں یعنی تعلیم کا تحفہ۔ بچوں نے جب سکول کی اشیاء، جوس بسکٹ اور ٹائیفوں پر مشتمل تحائف کے تھیلے وصول کئے تو ان کے چہروں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ امریکی سفارتکار نے بعد میں اس یتیم خانے کے لڑکیوں کے حصے کا بھی دورہ کیا۔

اس سال توصل خانے نے دارالشفقت، جامعہ باقر العلوم، جامعہ رضویہ، جامعہ محمدیہ رضویہ، اور ایس او ایس وٹج کے 1000 بچوں میں تحائف کے تھیلے تقسیم کئے۔ اس کے علاوہ توصل خانے نے لاہور کے علاقے گرین ٹاؤن میں 150 نادار خاندانوں کو راشن کے تھیلے بھی دیئے۔ یہ تھیلے آنا، تیل، چینی اور سویلوں پر مشتمل تھے۔



Thanksgiving Day

A Time for Reflection, Gratitude & Sharing

American tradition rooted in 1621 New England harvest celebration

ایوم تشکر

تفکر، اظہار تشکر اور خوشیاں بانٹنے کا دن

اس امریکی روایت کا آغاز، 1621 میں نیوا انگلینڈ میں فصل کی کٹائی کے جشن سے ہوا۔

Washington — Thanksgiving Day in the United States is possibly the premier U.S. family celebration — typically celebrated at home or in a community setting and marked with a substantial feast. Thanksgiving provides an occasion for reunions of friends and families, and it affords Americans a shared opportunity to express gratitude for the freedoms they enjoy as well as food, shelter and other good things.

Many Americans also take time to prepare and serve meals to the needy at soup kitchens, churches and homeless shelters. Others donate to food drives or participate in charity fundraisers; in fact, hundreds of nonprofit groups throughout the country hold Thanksgiving Day charity races called "Turkey Trots."

And on a more worldly note, Thanksgiving marks the beginning of the "holiday season" that continues through New Year's Day. The Friday after Thanksgiving is one of the busiest shopping days of the year.

Every year, the president issues a proclamation naming the fourth Thursday in November (November 27 this year) a National Day of Thanksgiving. It is an official federal holiday, and virtually all government offices and schools — and most businesses — are closed.

واشنگٹن - امریکہ میں تھینکس گیونگ ڈے یعنی یوم تشکر غالباً سب سے اہم خاندانی تقریب ہے جو مخصوص انداز میں گھر پر یا معاشرتی ہینچکوں میں منائی جاتی ہے اور ایک خاص ضیافت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ تھینکس گیونگ کے تہوار سے امریکیوں کو اپنے دوستوں اور عزیزوں کے ساتھ مل بیٹھنے اور اس آزادی پر اظہار تشکر کا موقع ملتا ہے جس کے باعث انہیں خوراک اور رہائش سمیت کئی سہولتیں میسر آئی ہیں۔

اس موقع پر بہت سے امریکی مفت کھانا کھلانے کے مراکز، گر جا گھروں اور بے گھر لوگوں کی پناہ گاہوں میں ضرورت مندوں کیلئے کھانا تیار کر کے ان میں تقسیم کرتے ہیں۔ بعض امریکی خوراک مفت تقسیم کرنے کی تحریکوں یا خیراتی اداروں کو عطیات دیتے ہیں۔ درحقیقت، تھینکس گیونگ ڈے کے موقع پر سینکڑوں غیر منافع بخش تنظیمیں ملک بھر میں خیراتی میلوں کا اہتمام کرتی ہیں جنہیں "ٹری ٹروٹس" کہا جاتا ہے۔

ان سب سے بڑھکر یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ تھینکس گیونگ چھٹیوں کے اس سلسلے کا آغاز ہے جو

(AP Photo)



President Franklin D. Roosevelt carves the turkey during the annual Thanksgiving dinner for polio patients at Warm Springs, Ga., with first lady Eleanor Roosevelt smiling beside him, Dec. 1, 1933

صدر فرینکلن ڈی روز ویلٹ یکم دسمبر 1933ء کو یوم تشکر کے سالانہ عشاء میں پولیو کے مریضوں کے اعزاز میں ٹرکی کا گوشت کاٹ رہے ہیں۔

THE FIRST THANKSGIVING

A variant of the harvest festivals celebrated in many parts of the world, Thanksgiving is popularly traced to a 1621 feast shared by the English Pilgrims who founded the Plymouth Colony (located in present-day Massachusetts) and members of the Wampanoag Indian tribe.

The Pilgrims had arrived in 1620, crossing the Atlantic Ocean to separate themselves from the official Church of England and practice freely their particular form of Puritanism. Arriving at Plymouth Colony too late to grow many crops, and lacking fresh food, the Pilgrims suffered terribly during the winter of 1620-1621. Half the colony died from disease. The following spring, local Wampanoag Indians taught the colonists how to grow corn (maize) and other local crops, and also helped the newcomers master hunting and fishing. The Wampanoag were a people with a sophisticated society who had occupied the region for thousands of years, says the National Museum of the American Indian.

Because they harvested bountiful crops of corn, barley, beans and pumpkins the Pilgrims had much to be thankful for in the fall of 1621. The colonists and their Wampanoag benefactors — who brought deer to roast — held a harvest feast to express gratitude for God's blessings. Although it is known that the colonists provided fowl for the feast, the rest of the menu remains an educated guess; the Pilgrims likely offered turkey, waterfowl and other wild game, seafood such as mussels, lobster and eels, vegetables, grapes and plums, and nuts.

The legacy of giving thanks, particularly with a shared feast, has survived the centuries. Several U.S. presidents — starting with George Washington in 1789 — issued Thanksgiving proclamations, but it wasn't until President Abraham Lincoln's 1863 proclamation that Thanksgiving became an annual national holiday. He called for it to be celebrated on the last Thursday of November. A 1941 congressional resolution moved it to the fourth Thursday to assure a longer post-Thanksgiving, pre-Christmas shopping season in

نئے سال کی آمد تک جاری رہتا ہے۔ تھینکس گیونگ کے بعد کا جمعہ سال بھر میں سب سے زیادہ شاپنگ کا دن ہوتا ہے۔

ہر سال صدر ایک اعلامیہ جاری کرتے ہیں جس میں نومبر کی چوتھی جمعرات کو (اس سال 27 نومبر) تھینکس گیونگ کا قومی دن قرار دیا جاتا ہے۔ یہ وفاقی سطح کی ایک عام تعطیل ہوتی ہے اور اس موقع پر عملاً تمام سرکاری دفاتر، سکولوں کے علاوہ زیادہ تر کاروباری ادارے بند ہوتے ہیں۔

پہلا تھینکس گیونگ

دنیا کے بہت سے حصوں میں فصلوں کی کٹائی کے مختلف تہوار منائے جاتے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق امریکہ میں تھینکس گیونگ کی کڑیاں 1621 کی اس ضیافت سے ملتی ہیں جس میں پلیمتھ کالونی (ریاست میساچوسٹس میں واقع) آباد کرنے والے انگریز عازمین اور واپانویگ کے انڈین قبائل نے شرکت کی۔

یہ عازمین، انگلستان کے سرکاری گرجا گھر سے وابستگی ختم کرنے اور پروٹیسٹنٹ مسلک کو آزادانہ طور پر اپنانے کیلئے بحر اوقیانوس عبور کر کے اس علاقے میں پہنچے تھے۔ جب یہ پلیمتھ کالونی پہنچے تو کئی فصلیں کاشت کرنے کا وقت گزر چکا تھا۔ چنانچہ تازہ خوراک کی قلت کی وجہ سے ان عازمین کو 1620-1621 کے موسم سرما میں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور کالونی کے نصف کمین بیمار یوں کا شکار ہو کر اس دنیا سے چل بسے۔ اس سے اگلے موسم بہار میں واپانویگ کے مقامی انڈینز نے انہیں مکئی اور دیگر مقامی فصلیں اگانے کے طریقے سکھائے اور شکار کھیلنے اور مچھلیاں پکڑنے میں ان کی مدد کی۔ نیشنل میوزیم آف امریکن انڈینز کے مطابق واپانویگ کے لوگ زیادہ مہذب تھے جو ہزاروں سال پہلے اس خطے میں پہنچے تھے۔

انڈینز نے مکئی، جو، مٹر اور کدو کی فصلیں بڑے پیمانے پر کاشت کیں اور 1921 کے موسم خزاں میں ان فصلوں کی پیداوار پر عازمین، ان کے بے حد شکر گزار تھے۔ کالونی کے لوگ اور ان کے مدد گاروں نے، جو بھوننے کیلئے ہرن کا گوشت لائے تھے، خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر بجالانے کیلئے فصلوں کی کٹائی کے موقع پر ایک ضیافت کا اہتمام کیا۔ اگرچہ کہا جاتا ہے کہ کالونی کے لوگوں نے

(AP Photo)



Crowds watch the annual Thanksgiving Day parade in Philadelphia Thursday Nov. 25, 2004. In the background is City Hall Tower

فلاڈیلفیا میں 25 نومبر 2004 یوم تشکر کی پریڈ کے موقع پر لوگوں کا ہجوم۔ پس منظر میں سٹی ہال کا ناڈ نظر آ رہا ہے۔

years when there are five Thursdays in November.

Each year the president also "pardons" a Thanksgiving turkey — actually two turkeys, since one is a backup in case the other decides to misbehave during the ceremony. The two fowl, spared from the oven, live out the rest of their lives at a children's petting zoo.

TRADITIONS OF THANKSGIVING

Thanksgiving sees the most air and car travel of the year as families and friends try to reunite for the holiday. Many Americans enjoy a local Thanksgiving parade, or the annual Macy's department store parade, televised live from New York City. Others watch televised American football. Overseas, U.S. troops are served a traditional Thanksgiving dinner.

Turkey with stuffing, mashed potatoes and gravy, sweet potatoes, cranberry sauce and pumpkin pie are staples of the Thanksgiving feast, although there are meat substitutes such as "tofurkey" (combining the words tofu and turkey), a loaf made from seitan (wheat protein) or tofu (soybean protein).

Thousands of charitable organizations serve hot Thanksgiving dinners to the needy — and to anyone who shows up — and millions of frozen turkeys are donated to families each year. "We pay tribute to all caring citizens who reach out a helping hand and serve a cause larger than themselves," President Bush said in his 2008 Thanksgiving Day proclamation.

Among these caring citizens are the Morongo Band of Mission Indians in San Bernadino, California, who for 23 years have helped families in need at Thanksgiving. This year, the tribe announced that it provided 11,000 turkeys, the largest donation in the history of its Thanksgiving Outreach Program.

It is a reminder of the Native American role in the first American Thanksgiving, a feast held to thank the Indians for sharing their knowledge and skill. Without that help, the first Pilgrims likely would not have survived.

ضیافت کیلئے پرندے کا گوشت فراہم کیا۔ تاہم ایک اندازے کے مطابق ان کی دوسری چیزوں میں ٹرکی، مرغابی اور شکار گئے گئے جانوروں کے گوشت کے علاوہ سیب، لوہستر اور بام پھلیوں سمیت سمندری خوراک، سبزیاں، انور، آلو بخارے، مونگ پھلیاں، بادام وغیرہ شامل تھے۔

تھینکس گیونگ کے موقع پر خاص طور سے مشہور کہ ضیافت کی روایت صدیوں سے جاری ہے۔ 1789 میں صدر جارج واشنگٹن کے دور حکومت سے لیکر کئی ادوار تک امریکہ کے صدور نے تھینکس گیونگ کے اعلائیے جاری کئے لیکن 1863 میں صدر براہم لنکن کے دور حکومت سے پہلے اس دن عام تعطیل نہیں ہوتی تھی۔ اس سالانہ چھٹی کا سلسلہ صدر لنکن کے تھینکس گیونگ کے اعلائیے سے جاری ہوا۔ اس اعلائیے میں انہوں نے قرار دیا کہ یہ دن نومبر کی آخری جمعرات کو منایا جائے گا۔ 1941 میں کانگریس کی ایک قرارداد کے ذریعے یہ دن نومبر کی آخری جمعرات کی بجائے چوتھی جمعرات کو منانے کی منظوری دی گئی تاکہ اگر کسی سال نومبر کے مہینے میں پانچ جمعراتیں ہوں تو تھینکس گیونگ کے بعد اور کرسس سے پہلے شاپنگ کا عرصہ طویل ہو سکے۔ ہر سال صدر تھینکس گیونگ کے موقع پر ایک ٹرکی کی "جان بخشی" کر دیتے ہیں۔ درحقیقت یہ دو ٹرکی ہوتے ہیں۔ اگر "جان بخشی" کی تقریب میں ایک ٹرکی قابو میں نہ رہے تو تبادلے کے طور پر دوسرا ٹرکی استعمال کیا جاتا ہے۔ ان دونوں پرندوں کو، جو کھنے سے بچائے جاتے ہیں، باقی ماندہ زندگی گزارنے کیلئے بچوں کے پالتو جانوروں کے چڑیا گھر میں بھیج دیا جاتا ہے۔

یوم تشکر کی روایات

پورے سال میں اس موقع پر لوگ سب سے زیادہ زمینی اور فضائی سفر کرتے ہیں تاکہ اپنے ال خانہ کے ساتھ مل کر یہ تہوار مناسکیں۔ بہت سے امریکی تھینکس گیونگ کی مقامی پریڈ یا میگز ڈیپارٹمنٹ سٹور کی سالانہ پریڈ سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ یہ پریڈ نیویارک سٹی سے براہ راست ٹیلی کاسٹ کی جاتی ہیں۔ ٹیلی ویژن کے دوسرے پروگراموں میں امریکی فٹبال کا براہ راست دکھایا جانے والا مقابلہ بھی شامل ہے۔ بیرون ملک تعینات امریکی فوجیوں کو تھینکس گیونگ کے موقع پر روایتی کھانا دیا جاتا ہے۔

تھینکس گیونگ کی ضیافت کے لوازمات میں ٹرکی کے گوشت میں کچی ہوئی ایشیا، آلو کی بھجیا اور شوربہ، بیٹھے آلو، ریڈیری کی بنی اور کدو پیسٹری شامل ہیں۔ گوشت کے متبادل کے طور پر "ٹوفرکی" (ٹرکی کے گوشت اور گندم یا سویا بین کے نشاستے سے بنی ہوئی روٹی) استعمال کی جاتی ہے۔

ہزاروں خیراتی تنظیمیں ضرورت مندوں اور ناداروں میں یوم تشکر کا کھانا تقسیم کرتی ہیں اور ہر سال لاکھوں ٹرکیوں کا منجمد کیا گیا گوشت خاندانوں کو عطیے کے طور پر دیا جاتا ہے۔ صدر بش نے اپنے 2008 کے یوم تشکر کے اعلائیے میں کہا "ہم ان تمام خیر شہریوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں جو اس موقع پر بڑھ چڑھ کر لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔"

ان خیر لوگوں میں سان برنارڈینو اور کیلیفورنیا میں مشن انڈینز کا مورگو بینڈ بھی شامل ہے جو 23 برس سے یوم تشکر کے موقع پر ضرورت مند خاندانوں کی مدد کر رہا ہے۔ قبیلے نے اس سال 11,000 ٹرکی فراہم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ یوم تشکر کے موقع پر لوگوں کی مدد کرنے کے پروگرام کی تاریخ کا یہ سب سے بڑا عطیہ ہے۔

یہ تہوار، امریکہ کے پہلے تھینکس گیونگ میں مقامی امریکیوں کے کردار کی یاد دلاتا ہے۔ علم اور مہارت کے تبادلے پر جن کا شکر یہ ادا کرنے کیلئے ایک ضیافت کا اہتمام کیا گیا۔ ان کی مدد کے بغیر پہلے عازمین زندہ نہ رہ سکتے۔



Journalist group in front of NATO headquarters in Brussels, Belgium

نیٹو اور پاکستان: NATO and Pakistan:

media-men perspective

صحافیانہ تناظر

By: Laiq ur Rehman

تحریر: لائق الرحمن

Let me start with a words of thanks to the U.S Embassy in Pakistan and the US Mission to NATO in Brussels for hosting me and four other journalists to visit North Atlantic Treaty Organization (NATO) Headquarters, the Supreme Headquarters Allied Powers Europe (SHAPE) and an opportunity to discuss issues with officials of Allied Command Operations, NATO and SHAPE.

On September 28th after 21 hours of travel from Islamabad to Brussels via Abu-Dhabi and Istanbul we were moved to Crown Plaza Hotel, Brussels, located near the historic and important points of the city. Our stay was very comfortable in the hotel and the transportation for different points was also comfy.

We were warmly welcomed by a PAO Lt. Col. Andrejz Wiatrowski at the SHAPE's Berlin Gate and after necessary formalities we moved to the conference room.

At the conference room officers Col. Markus Kevin, SDC DIR, Laity Mark, CSC and Lt. Col. May Thomas, J2, briefed us about the NATO and Allied Command Operations including the operations in Afghanistan.

After the comprehensive briefing, questions were raised about NATO operations in Afghanistan and it was suggested that NATO officials may try to involve itself in creating some economic and industrial activities. This approach will not only help the locals to turn towards healthy activities but that also will help to improve law and order situation.

The issue of better coordination and information sharing with Pakistani military establishment was also raised. We were informed that because of better coordination and information sharing during Operations in Helmand, the results have been very positive.

Pakistan Army's successful operations against terrorists in Swat and FATA and the information shared with ISAF in Afghanistan and ISAF's counter measures to stop fleeing terrorists towards Afghanistan have been successful.

We were told of NATO's plans to re-route its supplies from Central

سب سے پہلے میں پاکستان میں امریکہ کے سفارتخانے اور برسلس میں نیٹو کیلئے امریکی مشن کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں، جنھوں نے معاہدہ شمالی اوقیانوس کی تنظیم (نیٹو) کے ہیڈ کوارٹرز اور یورپ کی اتحادی طاقتوں کے سپریم ہیڈ کوارٹرز (شیپ) کے دورے کے لئے میری اور چار دوسرے صحافیوں کی میزبانی کی اور اس طرح ہمیں نیٹو اور شیپ کے الائیڈ کمانڈ آپریشنز کے کام سے تبادلہ خیال کرنے کا موقع ملا۔

ہم 28 ستمبر کو اسلام آباد سے براستہ ابوظہبی اور استنبول 21 گھنٹے کے سفر کے بعد برسلس پہنچے۔ برسلس میں ہمیں کراؤن پلازا ہوٹل میں ٹھہرایا گیا، جو شہر کے تاریخی اور اہم مقامات کے قریب واقع ہے۔ ہوٹل میں ہمارا قیام نہایت آرام دہ تھا اور مختلف مقامات پر جانے کے لئے ٹرانسپورٹ کا انتظام بھی اچھا تھا۔

شیپ کے برلن گیٹ پر پی اے او لیفٹیننٹ کرنل Andrejz Wiatrowski نے ہمارا استقبال کیا۔ ضابطے کی کارروائی کے بعد ہم کانفرنس روم پہنچے۔ کانفرنس روم میں کرنل مارکس کیون، ایس ڈی سی ڈی آئی آر، لیٹی مارک، سی ایس سی او لیفٹیننٹ کرنل سے تھامس، بے ٹو نے ہمیں نیٹو اور الائیڈ کمانڈ کے آپریشنز کے بارے میں بتایا، جن میں افغانستان میں جاری آپریشنز بھی شامل ہیں۔ جامع بریفنگ کے بعد افغانستان میں نیٹو کی کارروائیوں کے بارے میں سوالات پوچھے گئے اور یہ تجویز پیش کی گئی کہ نیٹو حکام کو بعض اقتصادی اور صنعتی سرگرمیاں بھی شروع کرنی چاہئیں۔ اس سے نہ صرف مقامی لوگوں کو صحت مند سرگرمیوں میں حصہ لینے کا موقع ملے گا بلکہ امن و امان کی صورت حال بھی بہتر ہوگی۔

پاکستان کی فوج کے ساتھ بہتر رابطے قائم کرنے اور معلومات کا تبادلہ کرنے کا معاملہ بھی اٹھایا گیا۔ ہمیں بتایا گیا کہ بہتر رابطوں اور معلومات کے تبادلے کی وجہ سے بلیمند کی کارروائی کے بہت مثبت نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ سوات اور فانا میں پاک فوج کی کامیاب کارروائی اور افغانستان میں بین الاقوامی امن فوج ایساف کے ساتھ معلومات کے تبادلے اور افغانستان کی طرف بھاگ کر جانے والے دہشت گردوں کو روکنے کے لئے ایساف کے کامیاب اقدامات پر بھی بات ہوئی۔ ہمیں بتایا گیا کہ پاکستان میں نیٹو کے سامان رسد پر حملوں کی وجہ سے نیٹو نے وسطی ایشیائی ملکوں کے راستے سامان رسد افغانستان پہنچانے کا منصوبہ بنایا ہے۔ اس معاملے پر بھی گھل کر بات ہوئی کہ امریکہ دشمن عناصر اس طرح کے حملوں کے ذمہ دار ہیں، جن کے خلاف شعور پیدا



Journalist group visiting the President Ataturk Mausoleum in Ankara, Turkey

صحافیوں کا گروپ ترکی کے شہر انقرہ میں صدر اتاترک کے مقبرہ کے دورہ کے موقع پر۔

Asian States because of the incidents of attacks on NATO supplies in Pakistan. It was openly discussed that the Anti-US elements are responsible for such attacks and a comprehensive awareness campaign(s) needed to be launched in Pakistan.

Later after the lunch at SHAPE Club, hosted by US Mission to NATO another briefing by Maj. Ozkose Faruk, MCD with 2 other officials was helpful to our understanding of NATO's Military Cooperation Programmes. The efforts were applauded and also stressed the need for more strategic cooperation with Pakistan.

On September 29th we were the guest at NATO Headquarters. Following a group photo at NATO Monument, Mr. Miklos Szabo took us to the US Mission Drew room, where PDO Ms. Leah Pease gave welcome introduction and later Mr. Robert Pszczel of Press and Media Section, Public Diplomacy Division briefed us about NATO.

His remarks were very useful and interesting. He also answered some really tough questions. Later Mr. Michel Duray, Head of Outreach, NATO Public Diplomacy Division gave us the "Overview of NATO."

A working lunch hosted by Ms. Kate Byrnes, Public Advisor, US Mission to NATO, Ms. Alison Blosser, Political Officer, US Mission to NATO, Ms. Elif Comoglu Ulgen Counselor, Turkish Delegation to NATO and Mr. Eric Laporte, First Secretary, Canadian Joint Delegation to NATO was most interesting. We discussed the fact that despite NATO's help and support in Bagh/Arja of AJK areas after the October 2005 earthquake in Pakistan they were a no show when at the first anniversary events. Their presence would have been seen as a gesture of good will by the people of Pakistan.

The best episode remains the last briefing and discussion with Mr. John Heffern, Deputy Chief of Mission, US Mission to NATO on US Policy and NATO. We told him that except for one or two, all the speakers and the officials we had met none of them had ever visited Pakistan and Afghanistan. We stressed that to understand Pakistan's perspective it's also important to know about Pakistan's history, culture, traditions and strategic location.

September 30th was a bright sunny day. Diplomats of different EU member states updated us about the current relations and existing cooperation which is expanding in trade, economy and defense sectors. We were told that member states are free to boost

کرنے کے لئے پاکستان میں ایک جامع مہم شروع کرنے کی ضرورت ہے۔

شپ کلب میں لُچ کے بعد، جس کا اہتمام امریکی مشن نے کیا تھا، میجر Ozkose Faruk، ایم سی ڈی اور 2 دوسرے افسران نے بریفنگ دی، جس سے ہمیں نیٹو کے فوجی تعاون کے پروگراموں کو سمجھنے میں کافی مدد ملی۔ ان پروگراموں کو سراہا گیا اور اس بات پر زور دیا گیا کہ پاکستان کے ساتھ وسیع الہنیہا و تعاون میں اضافہ کیا جانا چاہئے۔ 29 ستمبر کو ہم نیٹو ہیڈ کوارٹرز کے مہمان تھے۔ نیٹو مینٹ میں ایک گروپ فوٹو کے بعد مسٹر Miklos Szabo ہمیں یو ایس مشن ڈیوروم لے گئے، جہاں پی ڈی او مس Leah Pease نے ہمارا استقبال کیا اور بعد میں پبلک ڈپلومیسی ڈویژن کے پریس اور میڈیا سیکشن کے مسٹر Robert Pszczel نے ہمیں نیٹو کے بارے میں بریفنگ دی۔ ان کی فراہم کردہ معلومات بڑی مفید اور دلچسپ تھیں۔ انہوں نے بعض مشکل سوالوں کے جواب بھی دیئے۔ بعد میں نیٹو پبلک ڈپلومیسی ڈویژن کے شعبہ تعلقات عامہ کے سربراہ مسٹر مائیکل ڈیورے نے ہمیں نیٹو کی مجموعی کارکردگی اور اغراض و مقاصد کے بارے میں بتایا۔

نیٹو میں امریکی مشن کی مشیر عامہ مس Kate Byrnes نے ورکنگ لُچ کا اہتمام کیا، جہاں امریکی مشن کی پولیٹیکل آفیسر مس ایلین سن بلوسر، نیٹو میں ترک ڈپلومیسی کی قونسلر مس Elif Comoglu Ulgen اور نیٹو میں کینیڈا کے جانٹ ڈپلومیسی کے فرسٹ سیکرٹری مسٹر Eric Laporte جیسی دلچسپ شخصیات سے ملاقات ہوئی۔ ہم نے اس معاملے پر بات کی کہ اکتوبر 2005 کے زلزلے کے بعد نیٹو نے آزاد کشمیر میں باغ/ارجا میں امدادی کاموں میں حصہ لیا لیکن زلزلے کی پہلی برسی کے موقع پر ہونے والے اجتماعات اور پروگراموں میں نیٹو کی طرف سے کوئی نمائندگی نہیں ہوئی۔ اگر نیٹو کے نمائندے موجود ہوتے تو پاکستان کے لوگ اس جذبہ خیر سگالی کا خیر مقدم کرتے۔

نیٹو میں امریکی مشن کے ڈپٹی چیف مسٹر John Heffern سے امریکی پالیسی اور نیٹو کے بارے میں جو گفتگو ہوئی اور انہوں نے جو بریفنگ دی، اُسے ہمارے دورے کا بہترین حصہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ ہم نے انہیں بتایا کہ ہماری جن عہدیداروں سے ملاقاتیں ہوئی ہیں یا جن کی ہم نے تقریریں سنی ہیں، ان میں سے ایک آدھ کے سوا کسی نے پاکستان اور افغانستان کا دورہ نہیں کیا۔ ہم نے کہا کہ پاکستان کے نقطہ نظر کو سمجھنے کے لئے پاکستان کی تاریخ، ثقافت، روایات اور محل وقوع کو سمجھنا بھی بہت ضروری ہے۔

30 ستمبر کو، جو ایک بڑا روشن دن تھا، یورپی یونین کے مختلف ملکوں کے سفارت کاروں نے ہمیں پاکستان کے ساتھ موجودہ تعلقات اور تعاون کی صورتحال کے بارے میں بتایا اور کہا کہ یہ تعلقات تجارت، معیشت اور دفاع کے شعبوں میں فروغ پا رہے ہیں۔ ہمیں یہ بھی بتایا گیا کہ یورپی یونین کے ممبر ملک دو طرفہ بنیاد پر آزادی سے پاکستان سے تمام شعبوں میں تعاون میں اضافہ کر سکتے ہیں اور کسی ملک پر کوئی پابندی عائد نہیں ہے۔ اس کے علاوہ یہ ملک پاکستان کے ساتھ آزادانہ تجارت کے سمجھوتوں پر بھی بات کر رہے ہیں؛ اور امریکہ بھی پاکستان



Journalist group in the U.S. Mission to NATO

صحافیوں کا گروپ نیٹو میں امریکی مشن کے دورہ کے موقع پر

bilateral cooperation in all the sectors with Pakistan and there is no bar on any country. Officials told our group that EU members are working of free trade agreements with Pakistan. And that the United States is also playing an effective role in reconstruction projects in war affected areas.

We stressed the need for long term peace in Afghanistan so that a trade corridor is established which will not only help Pakistan to meet his own needs but help U.S and its allies for a smooth supply to Afghanistan.

Later, we visited the European Commission's Parliament and press area, and were briefed about EU media facilities, and met with senior European journalists and exchanged views on a number of subjects.

We left Brussels and arrived in Ankara at 01:30 AM local time via Istanbul on October 1st. Bill Henderson receives us. He took us to the Ankara Sheraton with a bird eye view of the Turkish Capital City.

In the morning we visited Turkish Parliament Building and met Vehit Erdem, head of Turkey's NATO Parliament Assembly delegation, who updated us on various issues. Then a briefing by Mustafa Turan, head of department for NATO policy, helped us to understand Turkish point of view on NATO and Pakistan.

During the meetings we were told that President Asif Ali Zardari was due in Istanbul some times in November to attend a Summit on reconstruction of Afghanistan. For Summit dates are yet to be finalized by diplomatic channels.

The members of our group stressed the point that due to terrorists' activities the West mis-understands the religion of Islam and the true face of Islam is not the one Taliban or Al-Qaeda is portraying. Islam teaches peace, harmony and respect for other religions.

On questions about Pak-Afghan-Turkish tri-partied forum we were told by officials that all members are actively participating. They said the meetings have been encouraging and good results are expected.

After the meetings we proceed to Center of Excellence – Defense against Terrorism for an opportunity to understand counter-terrorism training courses offered by the center. Col. Ilker Akbulut and Col. Altan Oztas briefed our group on different training courses including the counter terrorism training offered by the center. He said so far 18 participants from Pakistan have attended the training courses. We noted with some satisfaction that the Chairman Joint Chief of Staff Committee General Tariq Majid had attended the highest military level seminar on the subject.

During the afternoon we visited Anitkabir, Ankara that provided us an opportunity to better understand the achievements of the great Turkish leader Mustafa Kemal Atatürk.

October 2nd we left for, Istanbul. Located on the Bosphorus Strait it encompasses a natural harbor known as the Golden Horn. It extends both on the European (Thrace) and on the Asian (Anatolia) sides of the Bosphorus, and is the only metropolis in the world that is situated on two continents.

The Sultan Ahmet Mosque, the Blue Mosque known as Aye-Sophia, the old Bazar and pre-historic streets of the city were some the places we visited during the brief four hours, we had.

Following a 90 minute flight delay we flew back home to Islamabad armed with new information, new horizons and pleasant memories.

کے جنگ سے متاثرہ علاقوں کی تعمیر نو میں موثر کردار ادا کر رہا ہے۔ ہم نے افغانستان میں دیر پا امن کی ضرورت پر زور دیا تاکہ تجارت کا ایک ایسا راستہ کھل جائے، جس سے نہ صرف پاکستان کو اپنی ضروریات پوری کرنے میں مدد ملے گی بلکہ افغانستان میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے لئے سامانِ رسد پہنچانے میں بھی سہولت پیدا ہو جائے گی۔ ہم نے یورپی کمیشن کی پارلیمنٹ اور پریس ایریا کا بھی دورہ کیا، جہاں ہمیں یورپی یونین میڈیا کے لئے فراہم کی جانے والی سہولتوں کے بارے میں بتایا گیا۔ وہاں یورپ کے کئی ممتاز صحافیوں سے ملاقات بھی ہوئی، جن کے ساتھ ہم نے بہت سے امور پر تبادلہ خیال کیا۔

دورہ مکمل کرنے کے بعد ہم برسلز سے روانہ ہوئے اور یکم اکتوبر کو استنبول کے راستے انقرہ پہنچے۔ اس وقت رات کا ڈیڑھ بج چکا تھا۔ انقرہ میں مسٹر ہیل ہنڈرسن نے ہمارا استقبال کیا۔ وہ ہمیں انقرہ کے شیرین ہوٹل لے گئے۔ راستے میں ہم نے ترکی کے دارالحکومت کا طائرانہ جائزہ لیا۔ صبح کو ہم ترک پارلیمنٹ کی عمارت گئے اور ترکی کے نیٹو پارلیمنٹ اسمبلی ڈیپٹی گیشن کے سربراہ Vehit Erdem سے ملاقات کی۔ انھوں نے ہمیں مختلف امور کے بارے میں تازہ ترین صورتحال سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد نیٹو پالیسی کے شعبے کے سربراہ مصطفیٰ توران نے بریفنگ دی۔ اس سے ہمیں نیٹو اور پاکستان کے بارے میں ترکی کا نقطہ نظر سمجھنے میں کافی مدد ملی۔ ان ملاقاتوں کے دوران ہمیں بتایا گیا کہ صدر آصف علی زرداری نومبر میں کسی وقت استنبول آئیں گے اور افغانستان کی تعمیر نو کے بارے میں سربراہ اجلاس میں شرکت کریں گے۔ اس اجلاس کی تاریخیں سفارتی ذرائع سے طے ہونا ابھی باقی ہے۔

ہم نے اپنے دورے میں اس سکتے پر زور دیا کہ دہشت گردوں کی سرگرمیوں کی وجہ سے مغرب میں دسین اسلام کے بارے میں غلط تصور پیدا ہو گیا ہے حالانکہ حقیقی اسلام وہ نہیں، جس کی تصویر طالبان یا القاعدہ والے پیش کر رہے ہیں۔ اسلام تو امن، ہم آہنگی اور دوسرے مذاہب کا احترام کرنے کا درس دیتا ہے۔ پاکستان، افغانستان اور ترکی پر مشتمل سہ فریقی فورم کے بارے میں حکام نے ہمیں بتایا کہ اس فورم میں تمام ممبر سرگرمی سے حصہ لے رہے ہیں۔ اس فورم کے اجلاس بڑے حوصلہ افزا رہے ہیں اور اچھے نتائج کی توقع کی جاسکتی ہے۔

ان ملاقاتوں کے بعد ہم سنٹر آف ایکسیلنس گئے تاکہ دہشت گردی کے خلاف دفاع کے حوالے سے اس سنٹر میں جو تربیتی کورس کرائے جاتے ہیں، ان کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں۔ کرنل Ilker Akbulut اور کرنل Altan Oztas نے ہمیں سنٹر کے مختلف تربیتی کورسوں کے بارے میں بریفنگ دی، جن میں انسداد دہشت گردی کا تربیتی کورس بھی شامل ہے۔ انھوں نے بتایا کہ اب تک 18 پاکستانی بھی ان کورسوں میں شریک ہو چکے ہیں۔ ہمیں یہ معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی کہ پاکستان کے جائنٹ چیفس آف اسٹاف کمیٹی کے چیئرمین جنرل طارق مجید نے یہاں دہشت گردی کے موضوع پر ہونے والے اعلیٰ سطح کے سیمینار میں شرکت کی ہے۔

سہ پہر کو ہم انقرہ میں Anitkabir گئے، جس سے ہمیں عظیم ترک رہنما مصطفیٰ کمال اتاترک کے کارناموں کو بہتر طور پر سمجھنے کا موقع ملا۔ 2 اکتوبر کو ہم استنبول پہنچے۔ استنبول آبنائے باسفورس پر واقع ہے۔ اس کی قدرتی بندرگاہ بھی ہے، جسے گولڈن ہارن کہا جاتا ہے۔ استنبول شہر آبنائے باسفورس کے دونوں کناروں۔۔۔ یورپی کنارے (تھریس) اور ایشیائی کنارے (اناطولیا) پر پھیلا ہوا ہے۔ یہ دنیا کا واحد شہر ہے، جو دو براعظموں میں واقع ہے۔

ہمارے پاس اس شہر کو دیکھنے کے لئے 4 گھنٹے کا مختصر وقت تھا۔ ہم نے اس وقت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسجد سلطان احمد نیلی مسجد المعروف آیا صوفیہ، قدیم بازار اور زمانہ قبل از تاریخ کی گلیوں کی سیر کی۔ استنبول میں اس مختصر قیام کے بعد ہم 90 منٹ کی تاخیر سے چلنے والی پرواز کے ذریعے نئے خیالات، نئی معلومات اور خوشگوار یادوں کے ساتھ واپس اسلام آباد پہنچے۔

Alumni Connect

Highlighting past participants of U.S. Government sponsored fellowships, exchanges and grants

Participant's name:

Nausheen Wasi

Short Biographical Sketch:

Lecturer at the Department of International Relations, University of Karachi. Ms. Wasi started her career in 1998 as a freelance researcher and afterwards joined the Pakistan Institute of International Affairs in 2000 as a Research Scholar. Her association with the Institute lasted for four and a half years. She joined the Faculty of Karachi University in 2004. She has numerous publications to her credit and has delivered many speeches in national and international conferences both within the country and abroad. She has also received many distinguished research scholarships and often participates in media discussions. Currently she is working on her doctoral thesis. Her areas of interest include: changing dynamics of security; approaches to security and issues of regional cooperation and integration.

Program Name:

FY09 Conflict Resolution Program (IVLP)

Program Date:

August 3-21 2009

Number of Participants:

Eighteen

Countries Represented:

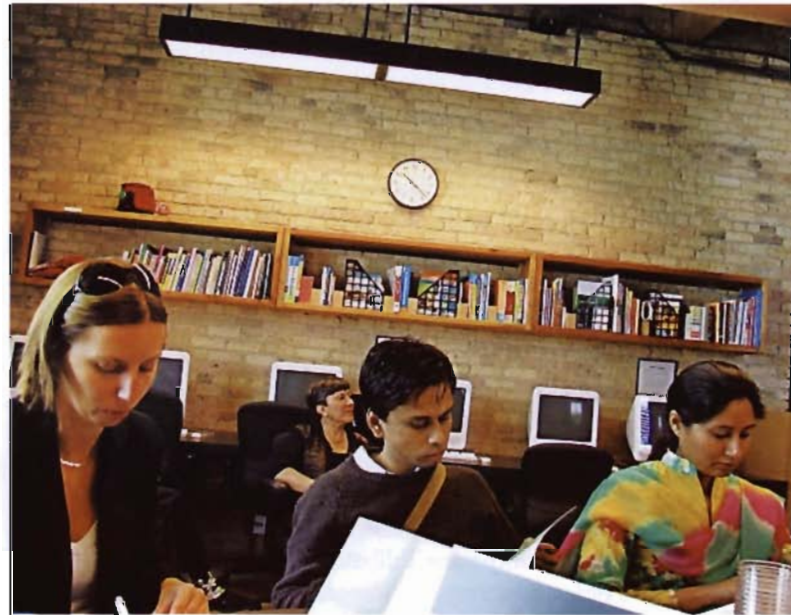
Algeria, Bangladesh, Cameroon, Columbia, Haiti, Hong Kong, Hungary, India, Israel, Jamaica, Mexico, Pakistan, Philippines, Serbia, Sweden, Uganda, West Bank.

Places Visited:

Washington, DC; Chicago, Illinois; and Denver, Colorado

Program Liked:

Every program, because one way or the other it was a learning and enjoyable. Yet reflective exercises were the best part of the program as it helped one realize their inner potential and interests.



دیرینہ تعلق

امریکی حکومت کے زیرِ اہتمام فیلو شپ،
تبادلے اور گرانٹس پروگرام کے سابق شرکاء کا تعارف



تعارف:

نوٹین واسطی نے، جو کراچی یونیورسٹی کے بین الاقوامی تعلقات کے شعبے میں لیکچرر کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہی ہیں، 1998 میں اپنے کیریئر کا آغاز فری لانس محقق کی حیثیت سے کیا اور بعد میں 2000 میں پاکستان انسٹیٹیوٹ آف انٹرنیشنل انفرز میں ریسرچ کالر کے طور پر شمولیت اختیار کر لی۔ اس انسٹیٹیوٹ سے ساڑھے چار برس تک وابستہ رہیں۔ کراچی یونیورسٹی کے شعبے سے 2004 میں منسلک ہوئیں۔ انہوں نے کئی کتابیں تصنیف کی ہیں اور ملک اور بیرون ملک میں قومی اور بین الاقوامی کانفرنسوں میں کئی تقاریر کر چکی ہیں۔ انہوں نے کئی ممتاز تحقیقی کالرز شپس حاصل کئے ہیں اور ذرائع ابلاغ کے مباحثوں میں اکثر و بیشتر شرکت کرتی رہتی ہیں۔ فی الوقت وہ اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے پر کام کر رہی ہیں۔ ان کے دلچسپی کے شعبوں میں: سلامتی کی بدلتی ہوئی صورتحال، سلامتی اور علاقائی تعاون اور اتحاد کے مسکنوں کے بارے میں سوچ کے مختلف انداز شامل ہیں۔

پروگرام کا نام:

ایف وائی 09 تنازعات طے کرنے کا پروگرام (آئی وی ایل پی)

پروگرام کی تاریخ:

21 تا 3 اگست 2009ء

شرکاء کی تعداد:

اٹھارہ

پروگرام میں شریک ممالک:

الجزائر، بنگلہ دیش، کیمرون، کولمبیا، ہیٹی، ہانگ کانگ، ہنگری، بھارت، اسرائیل، جمہوریت میکسیکو، پاکستان، فلپائن، سریبا، سویڈن، یوگنڈا، دریائے اردن کے مغربی کنارے کا علاقہ

کس مقامات کا دورہ کیا:

واشنگٹن ڈی سی، ریاست ایلینوائے میں شکاگو اور ریاست کولوراڈو میں ڈینور

پروگرام کے کس حصے سے زیادہ لطف اندوز ہوئیں:

ہر پروگرام کسی نہ کسی طرح علمی اور دلچسپ تھا۔ تاہم زیادہ غور و فکر کی مشقیں پروگرام کا بہترین حصہ تھیں کیونکہ ان سے شرکاء کو اپنی اندرونی صلاحیتوں اور دلچسپیوں کا اندازہ کرنے میں مدد ملی۔

Visit the 50 States
پچاس ریاستوں کی سیر

نیو ہیمپشائر

"دی گرینائٹ سٹیٹ"

New Hampshire

"The Granite State"

Your guide to attractions, culture and history within the 50 states of
the United States in chronological order of admission to the Union

امریکہ کی پچاس ریاستوں کے پرکشش قدرتی، ثقافتی اور تاریخی مقامات کی سیر کے لئے رہنمائی
ترتیب وار بلحاظ تاریخ الحاق ریاست ہائے متحدہ امریکہ

Leaves in New Hampshire's White Mountain National Forest begin to reach peak colors at "Upper Falls" on the Swift River in Albany, N.H., Wednesday Sept. 27, 1995. (AP Photo/Jim Cole)

نیو ہیمپشائر کے سفید پہاڑی کے قومی جنگل میں سے گزرتے دریاے سوئیٹ کے قریب درختوں کے پتے رنگوں کی دھلک بکھیر رہے ہیں۔

(AP Photo)

Admission to Union: June 21, 1788 (9th State)

یونین میں شمولیت: 21 جون 1788ء (9ویں ریاست)

Capital: Concord

دارالحکومت: کنکارڈ

Population: Approximately 1,315,809 (2008 est.)

آبادی: 1,315,809 (2008 کے اعداد و شمار کے مطابق)

State Flag



ریاست کا پرچم

State Seal



ریاست کی مہر

State Bird:
(The Purple Finch)



ریاست کا پرندہ:
جامنی چڑیا

State Flower:
(the Purple Lilac)



ریاست کا پھول:
جامنی گل یاس

Background

David Thomson and a small group of colonists settled on the New Hampshire coast near Portsmouth in 1623. These early settlements were part of Massachusetts. In 1679, they became a separate royal province under Charles the Second. In 1776, the Provincial Congress adopted a constitution making New Hampshire the first independent colony, seven months before the Declaration of Independence was signed.

Although New Hampshire was the only one of the thirteen original states not invaded by the British during the Revolution, its men fought long and hard on land and sea to bring about the victory. This strong, involved attitude continues in New Hampshire to this day. The New Hampshire presidential primary is the first in the nation, and the town meeting is still a working form of government here.

Manufacturing and tourism are the principal businesses here. Electrical and electronic products, machinery, plastics, fabricated metal products; footwear, other leather goods, and instrumentation are manufactured. Farmers sell poultry and eggs, dairy products, apples, potatoes, garden crops, maple syrup, and sugar. Nicknamed the "Granite State," about 200 types of rocks and minerals, including granite, mica, and feldspar, come from New Hampshire's mountains.

New Hampshire is the 41st most populous state, it is ranked 46th in size by area, making it the 20th most densely populated state.

New Hampshire is internationally famous for the New Hampshire primary, the first primary in the quadrennial American presidential election cycle. State law requires that the Secretary of State schedule this election at least one week before any "similar event." However, the Iowa caucus has preceded the New Hampshire primary. This primary, as the nation's first contest that uses the same procedure as the general election, draws more attention than those in other states, and has often been decisive in shaping the national contest.

پس منظر

ڈیوڈ تھامسن اور نو آباد کاروں کا ایک چھوٹا سا گروپ 1623ء میں پورٹس ماؤتھ کے قریب نیو ہیمپشائر کے ساحل پر آباد ہوا۔ اولین دور کی اس طرح کی بستیاں میساچوسٹس کا حصہ تھیں۔ 1679ء میں یہ بستیاں چارلس دوم کے تحت ایک الگ شاہی صوبہ قرار پائیں۔ 1776ء میں صوبائی کانگریس نے آئین منظور کیا اور اس طرح نیو ہیمپشائر ایک آزاد نو آبادی بن گئی۔ اس وقت ابھی امریکہ کے اعلان آزادی پر دستخط نہیں ہوئے تھے۔ اعلان آزادی پر سات مہینے بعد دستخط ہوئے۔

اگرچہ نیو ہیمپشائر اُن 13 ابتدائی ریاستوں میں سے واحد ریاست تھی، جس پر انقلاب کے دوران برطانیہ نے حملہ نہیں کیا تھا تاہم اس ریاست کے فوجی کئی بری و بحری لڑائیوں میں شریک ہوئے اور اس طرح فتح و کامرانی میں حصہ لیا۔ مضبوط شراکت داری کا یہ رویہ آج بھی نیو ہیمپشائر میں نظر آتا ہے۔ نیو ہیمپشائر کی صدارتی پرائمری (ابتدائی انتخابی مرحلہ) پورے ملک میں پہلی پرائمری ہوتی ہے اور ٹاؤن میٹنگ اب بھی حکومت چلانے کی ایک اہم شکل ہے۔

مصنوعات کی تیاری اور سیاحت یہاں کی بڑی صنعت ہے۔ ریاست میں بجلی اور الیکٹرانک سامان، مشینری، پلاسٹک اور دھات کی اشیاء، جوتے، چمچے کا سامان اور ساز بھی تیار ہوتے ہیں۔ یہاں کے کاشتکار پولٹری اور انڈے، ڈیری کی مصنوعات، آلو، سیب اور میپل کا شیرہ اور چینی کی فروخت سے آمدنی حاصل کرتے ہیں۔ گرینائٹ چٹانوں کی وجہ سے اس ریاست کو "گرینائٹ سٹیٹ" بھی کہا جاتا ہے۔ یہاں کے پہاڑوں سے تقریباً 200 قسم کے پتھر اور معدنیات ملتی ہیں جن میں گرینائٹ، ابرق اور کلسیٹ شامل ہیں۔

آبادی کے لحاظ سے نیو ہیمپشائر 41 ویں نمبر پر اور رقبے کے لحاظ سے 46 ویں نمبر پر ہے جبکہ گنجان آبادی کے لحاظ سے یہ ریاست 20 ویں نمبر پر آتی ہے۔

نیو ہیمپشائر، نیو ہیمپشائر پرائمری (ابتدائی انتخابی مرحلے) کے لئے دنیا بھر میں مشہور ہے جو امریکی انتخابی عمل کے چار سالہ مرحلے کا پہلا مرحلہ ہوتا ہے۔ ریاستی قوانین کے تحت لازم ہے کہ سیکرٹری آف اسٹیٹ الیکشن کا شیڈول اس طرح کی کسی دوسری "سرگرمی" سے کم از کم ایک ہفتہ پہلے طے کرے۔ تاہم "آئیووا کوس" (پارٹی اجلاس) نیو ہیمپشائر پرائمری سے پہلے ہوتا ہے۔ نیو ہیمپشائر پرائمری ملک

کا پہلا انتخابی معرکہ ہوتا ہے اس کا طریقہ کار عام انتخابات کی طرح کا ہوتا ہے اور یہ دوسری ریاستوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ توجہ کا مرکز بن جاتا ہے اور قومی انتخابات کیلئے بھی فیصلہ کن کردار ادا کرتا ہے۔

COOS کاؤنٹی میں DIXVILLE NOTCH میں اور CAROLL میں HART,S LOCATION میں ایکشن والے دن پولنگ آدھی رات کو شروع ہوتی ہے۔ ریاست کے قوانین اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ اگر کسی قصبے میں تمام رجسٹرڈ ووٹروں نے ووٹ دے دیئے ہوں تو وہاں پولنگ وقت سے پہلے بند کر دی جائے اور نتیجے کا اعلان کر دیا جائے۔ روایتی طور پر یہی قصبے نیوہیمپشائر اور امریکہ بھر میں بھی پہلے قصبے ہیں جہاں صدارتی پرائمری انتخابات اور عام انتخابات میں سب سے پہلے ووٹنگ ہوتی ہے۔

In Dixville Notch in Coos County and Hart's Location in Carroll, the polls open at midnight on Election Day. State law permits a town where all registered citizens have voted to close early and announce its results. These are traditionally the first towns in both New Hampshire and the U.S. to vote in presidential primaries and elections.

دوسرے تمام پارٹی عہدوں کیلئے نامزدگیوں کا فیصلہ ایک الگ پرائمری ایکشن کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ صدارتی ایکشن کے مراحل میں یہ دوسرا پرائمری ایکشن ہے جو نیوہیمپشائر میں ہوتا ہے۔

قابل دید مقامات

نیوہیمپشائر ریاست میں سارا سال سیاحت کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اس ریاست کے 6 منفرد خطوں میں طرح طرح کے قدرتی مناظر اور تفریحی مقامات موجود ہیں۔ LAKES REGION کا سرسبز و شاداب علاقہ جھیل وٹی پی ساکی کے لئے مشہور ہے جبکہ ساحلی علاقہ اپنے خوبصورت ساحلی تفریحی مقامات اور تاریخی ساحلی قصبوں کیلئے مشہور ہے۔ یہ مقامات آبی کھیلوں کیلئے مثالی جگہیں ہیں۔ اسی طرح وائٹ ماؤنٹین کا دشوار گزار جنگلات والا علاقہ، ہائیکنگ، کیمپنگ، موسم خزاں کے قدرتی مناظر دیکھنے اور سکی انگ کیلئے نہایت موزوں ہے۔ وادی میری میک کے ”چھوٹے شہر“ ناشوا، ماچیسٹر اور کنکارڈ تجارت، صنعت، سرکاری اداروں اور فنون کے مرکز ہیں۔ 19 ویں صدی کا دیہی نیو انگلینڈ موناڈناک کے علاقے کے چھوٹے قصبوں میں جیتا جاگتا نظر آتا ہے اور ان علاقوں کی بہت سی خصوصیات ”ڈارٹ ماؤتھ۔ لیک سٹاپ“ کے علاقے میں سچا ہو جاتی ہیں۔ ڈارٹ ماؤتھ کالج بھی یہیں واقع ہے۔

نیوہیمپشائر کے پہاڑ اپنے دشوار گزار درروں کیلئے مشہور ہیں جنہیں ”نوچ“ کہا جاتا ہے۔ قدیم وادی کے قصبے ایک پُر سکون حسن رکھتے ہیں۔ مشرق کے بعض بہترین سکی انگ مقامات ساحلی تفریحی علاقوں میں موجود ہیں۔ ریاست کے بہت سے پارک، نوادرات کی دکانیں، آرٹ اور تھیٹر کے فیسٹیول اور کاؤنٹی فیئرز بھی عوام کی دلچسپی کا باعث ہیں۔ نیو انگلینڈ کے آدھے سے زیادہ مستشف ہل نیوہیمپشائر میں واقع ہیں۔

کنکارڈ

نیوہیمپشائر کے دارالحکومت کنکارڈ میں سیاحوں کی دلچسپی کی بہت سی عمارتیں اور دوسرے مقامات موجود ہیں۔ ان میں غالباً سب سے بڑی عمارت نیوہیمپشائر سٹیٹ ہاؤس ہے۔ جسے ماہر تعمیرات سٹیوارٹ پارک نے ڈیزائن کیا تھا اور جسے 1815ء اور 1818ء کے درمیان تعمیر کیا گیا۔ یہ قدیم ترین سٹیٹ ہاؤس ہے جس کے انہی

Nominations for all other partisan offices are decided in a separate primary election. In Presidential election cycles, this is the second primary election held in New Hampshire

Attractions

New Hampshire is a year-round vacation state, offering a variety of landscapes and recreational opportunities within its six unique regions. The lush Lakes Region, dominated by Lake Winnepesaukee, and the Seacoast Region, with its beaches, bays, and historic waterfront towns, are ideal for water sports. The rugged, forested White Mountains offer hiking, camping, dazzling autumn foliage, and excellent skiing. The "little cities" of the Merrimack Valley—Nashua, Manchester, and Concord—are centers of commerce, industry, government, and the arts. Rural

19th-century New England comes alive in the small towns of the Monadnock Region, and many features of these areas come together in the Dartmouth-Lake Sunapee Region, home of Dartmouth College.

The mountains in New Hampshire are known for their rugged "notches" (called "gaps" and "passes" elsewhere), and the old valley towns have a serene beauty. Some of the best skiing in the East can be found at several major resorts here. The state's many parks, antiques shops, art and theater festivals, and county fairs are also popular attractions, and more than half of New England's covered bridges are in New Hampshire.



Downtown, Concord

کنکارڈ

ایوانوں میں قانون ساز اسمبلی کا اجلاس ہوتا ہے جو شروع میں بنائے گئے تھے۔
1866ء میں اس عمارت کی تزئین و مرمت کی گئی اور 1910ء میں اس میں تیسری
منزل اور مغربی بازو کا اضافہ کیا گیا۔

اسٹیٹ ہاؤس کے بالکل سامنے ایگل ہوٹل ہے جو تقریباً 150 سال سے مرکزی شہر کا
نمایاں مقام چلا آ رہا ہے۔ یہ ہوٹل امریکی صدر پولیسیز ایس گرانٹ، رڈرفورڈ ہیوز اور
نجمین ہیبرسن کی بھی میزبانی کر چکا ہے جبکہ فرنٹکن پیئرس نے صدارت کا حلف
اٹھانے کیلئے روانہ ہونے سے پہلے یہیں رات گزاری تھی۔ جو دوسری ممتاز شخصیات اس
ہوٹل میں قیام کر چکی ہیں ان میں جیفرسن ڈیوئس، چارلس لنڈ برگ، ایلیو ررروز ویلٹ،
رچرڈ نکسن اور تھامس ڈیوی شامل ہیں۔ یہ ہوٹل 1961ء میں بند ہو گیا تھا۔

یہاں سے جنوب کی طرف مین سٹریٹ پر ”فینکس ہال“ واقع ہے یہ عمارت پرانے
فینکس ہال کی جگہ تعمیر کی گئی ہے، جو 1893ء میں آتشزدگی کا شکار ہو گیا تھا۔ پرانی
عمارت کی طرح نئی عمارت میں بھی کثیر المقاصد آڈیٹوریم ہیں جو سیاسی تقریروں، تھیٹر

Concord

The capital of New Hampshire has many landmarks and other tourist attractions in it. Probably the largest is the New Hampshire State House, which was designed by architect Stuart Park and constructed between 1815 and 1818, is the oldest state house in which the legislature meets in its original chambers. The building was remodeled in 1866, and the third story and west wing were added in 1910.

Located directly across from the State House is the Eagle Hotel, which has been downtown landmark for nearly 150 years. Presidents Ulysses S. Grant, Rutherford Hayes, and Benjamin Harrison all dined here, and Franklin Pierce spent the night here before departing for his inauguration. Other well-known guests included Jefferson Davis, Charles Lindbergh, Eleanor Roosevelt, Richard Nixon, and Thomas Dewey. The hotel closed its doors in 1961.

South from there on Main Street is Phoenix Hall, which is a building that replaced “Old” Phoenix Hall (which burned in 1893). Both the old and new buildings featured multi-purpose auditoriums used for political speeches, theater productions, and fairs. Abraham Lincoln spoke at the old hall in 1860; Theodore Roosevelt spoke at the new hall in 1912.

Beaver Meadow Golf Course, located in the northern part of Concord, is the oldest golf course in the state of New Hampshire. The 18 hole public course has been around for over 100 years and contains a pro shop, driving range, putting green and banquet hall. Other sites of interest include the New Hampshire Historical Society, which has two facilities in Concord, and the Christa McAuliffe Planetarium, which was named after the Concord teacher who died during the Space Shuttle Challenger disaster in 1986.

Bretton Woods

Bretton Woods is located in the heart of the White Mountains on a long glacial plain in the shadow of Mount Washington and the Presidential Range. Mount Washington was first sighted in 1497; however, settlement around it did not begin until 1771 when the Crawford Notch, which opened the



(AP Photo)

Bretton Woods,
New Hampshire

برٹن ووڈز، نیوہامپشائر

کے پروگراموں اور اسی طرح کی دوسری تقریبات کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔ ابراہام
لنکن نے 1860ء میں پرانے ہال میں تقریر کی تھی جبکہ تھیوڈور روز ویلٹ نے 1912
میں نئے ہال میں تقریر کی تھی۔

بی ورمیڈو گالف کورس، جو کنکارڈ کے شمالی حصے میں واقع ہے، ریاست ہمپشائر کا
گالف کا سب سے پرانا میدان ہے۔ 18 ہول کا یہ پبلک گالف کورس، 100 سال
سے زیادہ عرصے سے قائم ہے۔ اس میں پروشاپ، ڈرائیونگ رینج، پٹنگ گرین اور
ضیافت ہال موجود ہے۔ اس کے دوسرے قابل دید مقامات میں نیوہمپشائر ہسٹاریکل
سوسائٹی ہے جس کی کنکارڈ میں دو شاخیں ہیں۔ اس کے علاوہ کرشامیک اولف سیارہ گاہ
بھی قابل ذکر مقام ہے جس کا نام کنکارڈ کی ٹیچر کے نام پر رکھا گیا ہے جو 1986ء میں
خلائی شٹل چیلنجر کے حادثے میں ہلاک ہو گئیں تھیں۔

برٹن ووڈز

برٹن ووڈز وائٹ ماؤنٹین کے قلب میں ایک طویل گلیشیری میدان میں ماؤنٹ
وائٹنگٹن اور پریزیڈنٹ رینج کے سائے میں واقع ہے۔ ماؤنٹ وائٹنگٹن 1497ء میں

(AP Photo)



Lake Winnepesaukee.
New Hampshire

جھیل ونی پیسا کے، نیوہیمپشائر

way through the mountains, was discovered. In the 1770s, Governor Wentworth named the area Bretton Woods for his ancestral home in England. This historic name was set aside in 1832 when all the tiny settlements in the area were incorporated under the name of Carroll. For a time, a railroad through the notch brought as many as 57 trains a day, and the area grew as a resort spot. A string of hotels sprang up, each more elegant and fashionable than the last. In 1903, the post office, railroad station, and express office reverted to the traditional name--Bretton Woods.

Today, Bretton Woods is a resort area at the base of the mountain. The Mount Washington Hotel and Resort is one in the last surviving handful of New Hampshire grand hotels, and includes two golf courses, alpine and Nordic skiing, a 25,000 square foot spa, sled rides, dog sled rides, tennis, horseback riding and much more in its facilities. The Bretton Woods Mountain Resort ski area serves both downhill and cross-country skiing, primarily in the Rosebrook Mountains, located in Bethlehem to the south.

Lake Winnepesaukee

Lake Winnepesaukee has been a tourist destination for more than a century, especially for residents escaping the summer heat of Boston and New York City. The Native American name Winnepesaukee means either "smile of the Great Spirit" or "beautiful water in a high place. It is the largest lake in the state of New Hampshire and the 6th largest lake in the United States that lies within the boundaries of one state. Surrounded by three mountain ranges, the wooded shoreline and crystal clear water of this spring-fed lake make it a popular year round Lakes Region resort, a place to rest and relax in beautiful surroundings. Viewing the lake from nearby Mt Major offers one of the best vantage points to seeing a great portion of this spectacular lake.

Lake Winnepesaukee is known for its annual Ice-Out Contest, in which people try to guess the earliest date

دریافت ہوا تھا تاہم اس کے ارد گرد آبادیاں 1771ء تک قائم نہیں ہوئی تھیں۔ 1771ء میں پہاڑی درے "کرافز نوچ" کی دریافت سے یہ علاقہ آباد کاروں کیلئے کھل گیا۔ 1770ء کے عشرے میں گورنر وینٹ ورث نے اس علاقے کو انگلینڈ کے اپنے آبائی علاقے کی نسبت سے برٹن وڈز کا نام دیا۔ 1832ء میں اس تاریخی نام کو اس وقت منسوخ کر دیا گیا، جب ارد گرد کی تمام چھوٹی چھوٹی سٹیوں پر مشتمل علاقے کو کیرل کا نام دیا گیا۔ ایک زمانے میں اس درے کے راستے روزانہ 57 تک ریل گاڑیاں آتی جاتی تھیں اور یہ علاقہ تفریحی مقام میں تبدیل ہو گیا جگہ جگہ ہوٹل کھل گئے۔ ہر ہوٹل خوبصورتی اور جدت میں دوسرے سے بڑھ کر ہوتا تھا۔ 1903ء میں پوسٹ آفس، ریل روڈ اسٹیشن اور ایکسپریس آفس نے پرانا نام برٹن وڈز دوبارہ استعمال کرنا شروع کر دیا۔

آج برٹن وڈز پہاڑ کے دامن میں ایک تفریحی مقام کے طور پر جانا جاتا ہے۔ ماؤنٹ واشنگٹن ہوٹل اور ریزورٹ نیوہیمپشائر کے بڑے بڑے ہوٹلوں میں سے باقی بچ جانے والے چند ہوٹلوں اور ریزورٹ میں شامل ہے۔ اس میں گالف کے دو میدان، الپائن اور نارڈک سکی انگ، 25,000 مربع فٹ کا ایک معدنی چشمہ، برف پر پھسلنے والی گاڑیاں، کتوں کے ذریعے چلائی جانے والی گاڑیاں، ٹینس اور گھڑ سواری کے میدان اور کئی دیگر سہولتیں موجود ہیں۔ برٹن وڈز ماؤنٹین ریزورٹ سکی ایریا، ڈاؤن ہل اور کراس کنٹری دونوں قسم کی سکی انگ کے لئے استعمال ہوتا ہے، بالخصوص روز بروک ماؤنٹین کے علاقے میں، جو جنوب میں بیت الیم میں واقع ہے۔

لیک ونی پی ساکی

جھیل ونی پی ساکی کا علاقہ ایک صدی سے زیادہ عرصہ سے سیاحوں کی دلچسپی کا مرکز چلا آ رہا ہے، بالخصوص ان لوگوں کے لئے، جو بوسٹن اور نیویارک سٹی کی گرمی سے فرار حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ قدیم مقامی امریکیوں کی زبان میں ونی پی ساکی کا مطلب ہے: "عظیم روح کی مسکراہٹ" یا "بلند مقام پر پانی کا خوبصورت ذخیرہ"۔ یہ ریاست نیوہیمپشائر کی سب سے بڑی اور پورے امریکہ میں کسی ایک ریاست میں واقع چھٹی بڑی جھیل ہے۔ یہ جھیل پہاڑی چشموں سے مل کر بنی ہے۔ صاف شفاف پانی کی یہ جھیل، جس کے کناروں پر گھنے جنگل ہیں، سال بھر سیاحوں کے لئے کھلی رہتی ہے، جہاں لوگ ایک خوبصورت اور ہنس مکھ ماحول میں وقت گزارنے آتے ہیں۔ قریب میں واقع ماؤنٹ میجر سے جھیل کا نظارہ کیا جائے تو اس جھیل کا ایک بڑا حصہ دیکھا جاسکتا ہے اور یہ منظر قابل دید ہوتا ہے۔

لیک ونی پی ساکی "آئس آؤٹ" کے سالانہ مقابلے کے لئے بھی مشہور ہے۔ اس مقابلے میں لوگ اُس تاریخ کے بارے میں اندازے لگاتے ہیں، جب "ماؤنٹ واشنگٹن" بحفاظت سنٹر ہاربر میں اپنی بندرگاہ سے نکل کر دوسری چار بندرگاہوں (ویوز بیچ، ایٹلن بے، ولفی بورو اور میریڈیوٹھ) میں جاسکتا ہو۔ 1851 سے لے کر اب تک، جب سے آئس آؤٹ کا ریکارڈ رکھا جا رہا ہے، یہ تاریخ 29 مارچ کو بھی آئی

ہے اور 12 مئی کو بھی۔ تاہم 90% صورتوں میں یہ تاریخ اپریل میں آتی ہے۔ اس تاریخ کا باضابطہ اعلان ایمرن ایوی ایشن کے ڈیوڈ ایمرن کی طرف سے کیا جاتا ہے۔

پورٹس ماؤنٹ

پورٹس ماؤنٹ کے مشہور مکانات کی سیر ایسی لگتی ہے، جیسے گزرے زمانے کی سیر کی جارہی ہو۔ یہاں 1684 سے لے کر 19 ویں صدی تک کے نوآبادیاتی اور وفاقی طرز تعمیر کے مکانات دیکھے جاسکتے ہیں۔ یہ شہر نیو ہیمپشائر کا دار الحکومت اور ان تاجر ملاحوں کے خاندان کی ذاتی بندرگاہ بھی رہ چکا ہے، جو امیر سے امیر تر ہوتے چلے گئے اور عالیشان عمارتیں بنواتے رہے۔ مارکیٹ اسکوائر کے قریب تنگ گلیوں میں پُرانا ماحول اب بھی دیکھا جاسکتا ہے۔

یو ایس نیوی یارڈ، جو دریائے پرکناٹا تو اپر کٹری، مین واقع ہے، طویل عرصہ سے پورٹس ماؤنٹ کی بڑی ”صنعت“ کی حیثیت رکھتا ہے۔ روس اور جاپان کے درمیان جنگ کے خاتمے کے لئے جو معاہدہ ہوا تھا، اُس پر 1905 میں پورٹس ماؤنٹ نیوی یارڈ ہی میں دستخط ہوئے تھے۔

ڈکسویل نوچ

ڈکسویل نوچ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے، جس کا نام ڈاکٹریٹ ماؤنٹین کے انتہائی شمالی



that the “Mount Washington” can safely leave her port in Center Harbor and motor to four other ports (Weirs Beach, Alton Bay, Wolfeboro, and Meredith). Since records began in 1851, ice-out has happened as early as March 29 and as late as May 12, although 90 percent of the time it is declared during April. This official ruling is made by David Emerson of Emerson Aviation

Portsmouth

A tour of Portsmouth's famous houses is like a tour through time, with Colonial and Federal architecture from 1684 into the 19th century. One-time capital of New Hampshire, Portsmouth was also the home port of a dynasty of merchant seamen who grew rich and built accordingly. The old atmosphere still exists in the narrow streets near Market Square.

The US Navy Yard, located in Kittery, Maine, on the Piscataqua River, has long been Portsmouth's major “industry.” The peace treaty ending the Russo-Japanese War was signed at the Portsmouth Navy Yard in 1905.

Dixville Notch

The small village of Dixville Notch shares its name with the most northerly of the White Mountain passes. The Notch cuts through the mountain range between Kittery and Errol. At its narrowest point, east of Lake Gloriette, is one of the most impressive views in the state. Every four years, Dixville Notch is invaded by the national news media, who report the nation's first presidential vote tally shortly after midnight on Election Day.

The village, situated at about 1,800 feet (550 m) above sea level at the base of dramatic mountains, is the location of The Balsams Grand Resort Hotel it is situated on a 15,000-acre (61 km²) plot, accommodating golfing in the summer and skiing in the winter.



Portsmouth

پورٹسماؤنٹ

دروں کے نام پر رکھا گیا ہے۔ ڈکسویل کا درہ کڈرویل اور اپرول کے درمیان پہاڑی سلسلے سے گزرتا ہے۔ جھیل گلوریٹ کے مشرق میں اس درہ کی چوڑائی انتہائی کم ہو جاتی ہے۔ اس جگہ کا منظر ریاست کے نہایت خوبصورت مناظر میں شمار ہوتا ہے۔ ہر 4 سال بعد ڈکسویل نوچ اس وقت قومی ذرائع ابلاغ کی توجہ کا مرکز بن جاتا ہے، جب صحافی یہاں سے الیکشن کے دن آدھی رات کے تھوڑی دیر بعد صدارتی انتخابات کے ابتدائی نتائج کے بارے میں خبریں دیتے ہیں۔

یہ گاؤں سطح سمندر سے تقریباً 1,800 فٹ (550 میٹر) بلندی پر پہاڑ کے دامن میں واقع ہے۔ یہاں 15,000 ایکڑ (61 مربع کلومیٹر) رقبے میں بلسام گرینڈ ریزورٹ ہوٹل واقع ہے، جہاں گرمیوں میں گالف اور سردیوں میں سکی انگ کے مقابلے ہوتے ہیں۔

one **Success**
at a time

Helping the People of Pakistan
one community at a time

کامیابی کی داستان

ایک معاشرے کی صورت میں پاکستانی عوام کی ایک ہی وقت میں مدد کرنا



A USAID-supported program encourages school enrollment and retention by providing food to more two million deprived students in 12 districts across three provinces. Contingent on attendance, children receive a supply of wheat and cooking oil every three months.

یو ایس ایڈ کی امداد سے شروع کئے گئے پروگرام کے تحت تین صوبوں کے 12 اضلاع میں بیس لاکھ سے زائد طالب علموں کو خوراک کی فراہمی کے ذریعے سکولوں میں داخلے کی شرح بڑھانے اور ان کی تعلیم کا سلسلہ برقرار رکھنے میں مدد ملتی ہے۔ سکولوں میں باقاعدگی سے حاضر ہونے پر بچوں کو ہر تین ماہ بعد آٹے اور خوردنی تیل پر مشتمل راشن دیا جاتا ہے۔

Food for Thought سوچنے کی بات

A USAID-supported program provides monthly rations to poor families as an incentive to send their children to school

In late 2007, economic recession combined with a regional drought brought poor communities to their knees in rural western Pakistan. Families stopped sending their children to school, and instead put them to work to help pay for their evening bread.

یو ایس ایڈ کی امداد سے شروع کئے گئے ایک پروگرام کے تحت غریب خاندانوں کو اپنے بچے سکول بھیجنے کی ترغیب دینے کیلئے ماہانہ راشن دیا جاتا ہے۔

2007 کے آخر میں پاکستان کے مغربی حصے میں اقتصادی بدحالی اور علاقے میں خشک سالی کی وجہ سے علاقے کے دیہات کے غریب خاندان انتہائی مشکلات کا شکار ہو گئے۔ ان خاندانوں نے اپنے بچوں کو سکول بھیجنا بند کر دیا اور اس کی بجائے انہیں کام پر لگا دیا تاکہ گھر کا گزارہ ہو سکے۔

"With the food she brings home now, we can make sure she is well fed when she attends classes every day."

"اب جو خوراک وہ گھر لاتی ہے اس سے ہم اس بات کو یقینی بنا سکتے ہیں کہ اسے اچھی خوراک دی جائے تاکہ وہ روزانہ سکول جاسکے۔"

With few skills or opportunities, the least fortunate took to the streets to become beggars.

Naz Gul, a fourth grade student in a government primary school in Chaghai village in Baluchistan, was one such child. Despite her wish to stay in school, circumstance led her to beg for bread every day in the surrounding communities.

"My parents were extremely poor and could not afford to buy food, so I had to quit and work with my mother in the fields," said Naz. In the evening I had to beg for food."

A year later, Naz, now 12, was back in school.

Her parents had learned that a USAID program was distributing wheat and cooking oil to schoolchildren of Chaghai. Soon after they re-enrolled Naz, she brought home a 50 kilogram sack of wheat and a quart of cooking oil, enough to feed her family for a month.

The Increasing Food Security program is a three year, \$22.3 million USAID program implemented by the UN's World Food Programme. The innovative program encourages school enrollment and retention by providing the food to more two million deprived students in 12 districts across three provinces. Contingent on attendance, students receive the supplies every three months.

The donation helps each family save 1,200 to 2,000 rupees per month, enough to purchase an additional sack of wheat. Parents come to school on distribution day to participate in capacity building session on health and hygiene.

"I felt terrible about having to take my daughter out of school because it is important to educate girls," said the girl's father, Gul. "With the food she brings home now, we can make sure she is well fed when she attends classes every day."

Since the start of the program, the Chaghai primary school in has seen a remarkable 43 percent increase in enrollment. Parents who had given up on their children's education found a ray of hope for their present and their future.

کوئی ہنر نہ جاننے یا روزگار کے مواقع نہ ہونے کی وجہ سے یہ پسماندہ لوگ بھکاری بن گئے۔ بلوچستان کے گاؤں چاغی میں ایک سرکاری پرائمری سکول کی چوتھی جماعت کی طالبہ ناز گل ایسی ہی ایک بچی تھی۔ اس کی اس خواہش کے باوجود کہ وہ سکول میں داخل رہے، حالات نے اسے اردگرد کی آبادیوں میں بھیک مانگنے پر مجبور کر دیا۔

ناز نے کہا "میرے والدین انتہائی غریب تھے اور کھانے پینے کی اشیاء خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے جس کے باعث مجھے تعلیم چھوڑ کر اپنی ماں کے ساتھ کھیتوں میں کام کرنا پڑا اور شام کو میں کھانے پینے کی چیزیں لینے کیلئے بھیک مانگنی پڑی۔" ایک سال بعد ناز اب 12 برس کی ہے اور اس نے تعلیم دوبارہ شروع کر دی ہے۔

اس کے والدین کو معلوم ہوا کہ یو ایس ایڈ کے ایک پروگرام کے تحت چاغی میں سکول کے بچوں میں گندم اور خوردنی تیل تقسیم کیا جاتا ہے۔ سکول میں دوبارہ داخل ہونے کے فوراً بعد ناز، گھر میں بچاس کلوگرام کا آنے کا تھیلا اور چوتھائی گیلن خوردنی تیل گھر لائی جو اس کے خاندان کے ایک ماہ کے گزارے کیلئے کافی تھا۔

خوراک کی دستیابی یقینی بنانے کا یہ پروگرام، جو وسعت اختیار کرتا جا رہا ہے، تین برس تک جاری رہے گا۔ یو ایس ایڈ کے 2 کروڑ 30 لاکھ ڈالر کے اس پروگرام پر عالمی ادارہ خوراک عمل درآمد کر رہا ہے۔ اس نئے پروگرام کے ذریعے تین صوبوں کے بارہ اضلاع میں بیس لاکھ غریب بچوں کو خوراک کی فراہمی کی ذریعے سکولوں میں بچوں کے داخلے کی شرح بڑھانے اور ان کی تعلیم کا سلسلہ برقرار رکھنے میں مدد ملتی ہے۔ سکولوں میں باقاعدگی سے حاضر ہونے پر طالب علموں کو ہر تین ماہ بعد راشن دیا جاتا ہے۔

اس عطیے سے ہر خاندان ماہانہ 1200 سے 2,000 روپے تک بچا سکتا ہے۔ یہ رقم آٹے کا اضافی تھیلا خریدنے کیلئے کافی ہوتی ہے۔ والدین راشن کی تقسیم کے دن سکول جاتے ہیں تاکہ علاج معالجے اور حفظان صحت کے بارے میں استعداد بڑھانے کے اجلاس میں شرکت کر سکیں۔

لڑکی کے والد گل نے کہا "مجھے اپنی بچی کو سکول سے نکالنے کا بڑا دکھ تھا کیونکہ لڑکیوں کیلئے تعلیم بہت ضروری ہے۔ اب جو خوراک وہ گھر لاتی ہے اس سے ہم اس بات کو یقینی بنا سکتے ہیں کہ اسے اچھی خوراک دی جائے تاکہ وہ روزانہ سکول جاسکے۔"

پروگرام شروع ہونے کے بعد چاغی کے پرائمری سکول میں بچوں کے داخلے کی شرح میں 43 فیصد کا شاندار اضافہ ہوا ہے۔ جن والدین نے اپنے بچوں کی تعلیم ختم کر دی تھی اب انہیں اپنے حال اور مستقبل کیلئے امید کی ایک کرن نظر آتی ہے۔

BOOK of the Month

منتخب کتاب

Highlighting books found
in the IRC's and Lincoln
Corners around Pakistan

میگزین کے اس حصے میں پاکستان بھر
میں آئی آر سیز اور لنکن کارنرز میں
موجود کتابوں کو اجاگر کیا جاتا ہے

Voice of the People: Elections and Voting in the United States

Alan Abramowitz



Title:

Voice of the People: Elections
and Voting in the United
States

Editor:

Alan Abramowitz

Publisher:

McGraw-Hill Humanities.
2003.

272 pages.

ISBN 0072490659

Description:

Written by one of the top scholars in the field, this text will help readers understand the continued disengagement of American citizens from the electoral process, as well as the reasons for the ongoing ideological realignment of the Democratic and Republican parties. In the process, students are introduced to some of the theoretical approaches and analytic techniques commonly used in research on elections and voting behavior.

Some of the issues covered in this book are elections and American democracy, strategic environment of elections, parties in the electorate, participation in the electoral process, battle for the White House, general election, battle for control of Congress, electoral reform and the American democracy

Location:

American Information Resource Center Lahore

نام کتاب

Voice of the People: Elections and
Voting in the United States

مدیر

ایلن ابراموویٹز

ناشر

McGraw-Hill Humanities. 2003.

ISBN 0072490659

صفحات

272

تعارف

امریکی انتخابات کے موضوع پر چوٹی کے دانشور کی تحریر کردہ
اس کتاب سے قارئین کو یہ شعور حاصل ہو سکے گا کہ امریکی
شہری انتخابی عمل سے اتنا لائق کیوں ہوتے جا رہے ہیں۔
اس کے علاوہ ڈیموکریٹک اور ری پبلیکن پارٹیوں کے

نظریات میں تبدیلی کی وجوہات کیا ہیں۔ مطالعے کے دوران قارئین کو اس طرز فکر اور تجزیاتی طریقوں
سے بھی آگاہی حاصل ہوگی، جو الیکشن اور ونگ کے رجحانات کی تحقیق کے لئے عام طور پر استعمال
کئے جاتے ہیں۔

اس کتاب میں زیر بحث لائے جانے والے بعض موضوعات یہ ہیں: الیکشن اور امریکی جمہوریت،
الیکشن کا وسیع تر ماحول، انتخابی عمل میں شریک پارٹیاں، انتخابی عمل میں شرکت، صدارت کے حصول کی
مہم، عام انتخابات، کانگریس پر کنٹرول حاصل کرنے کی جنگ، انتخابی اصلاحات اور امریکی
جمہوریت۔

مقام:

امریکن انفارمیشن ریسورس سنٹر، لاہور

Ask the Consul

قونصل سے پوچھئے

"Your chance to ask the Consul General
at the US Embassy, Islamabad your visa
related questions"

آپ امریکی سفارتخانہ اسلام آباد کے قونصل جنرل سے
ویزا سے متعلق سوالات پوچھ سکتے ہیں

My visa will expire while I am in the United States. Is there a problem with that?

No. If the Department of Homeland Security, Customs and Border Protection Immigration Officer at the port of entry (generally an airport) admitted you into the United States for a specific period of time, s/he will note your authorized period of stay on your I-94 card, called an Arrival Departure Record. You will be able to remain in the United States during your authorized period of stay, even if your visa expires during the time you are in the United States. Since Form I-94 documents your authorized stay and is the official record of your permission to be in the U.S., it is very important to keep inside your passport.



(AP Photo)

Our child has an active immigrant visa petition. How can we know if he has "aged out"?

An unmarried child under 21 years of age who is eligible for permanent residence is entitled to certain benefits. For example, if his parent(s) are U.S. citizens, the child is considered an "immediate relative" and may obtain a green card without any numerical limitations. However, once he becomes 21 years of age, he no longer qualifies as an immediate relative, and must wait years to become a green card holder. Similarly, a child who is immigrating along with his parents is no longer entitled to do so once he turns 21 years of age. When a child turns 21, and loses immigration benefits, this is commonly known as "aging-out". The law seeks to prevent the unnecessary separation of parents and children due to aging-out.

The Child Status Protection Act was enacted to address the problem of minor children losing their eligibility for immigration benefits because they had aged-out or turned 21 years old as a result of processing delays on the part of the U.S. Citizenship and Immigration Services or the Department of State. It was not intended to benefit an applicant who aged-

سوال: میرے ویزے کی میعاد امریکہ میں قیام کے دوران ختم ہو جائے گی۔ کیا اس سے میرے لئے کوئی مسئلہ تو پیدا نہیں ہوگا؟

جواب: نہیں۔ اگر داخلی سلامتی کا محکمہ، کسٹمز اور سرحدی نگرانی کا ایگریجیشن آفیسر آپ کو امریکہ میں داخلے کے مقام پر (جو عام طور پر ہوائی اڈا ہوتا ہے) کسی خاص مدت کے لئے امریکہ میں داخل ہونے کی اجازت دیتا ہے تو وہ آپ کے I-94 کارڈ پر آپ کے منظور شدہ قیام کی مدت کا اندراج کرے گا، جسے آمدورفت کا ریکارڈ کہا جاتا ہے۔ اس طرح آپ منظور شدہ عرصے کے دوران امریکہ میں قیام کر سکیں گے، خواہ اس دوران آپ کے ویزے کی میعاد ختم ہی کیوں نہ ہو جائے۔ چونکہ فارم I-94 میں آپ کے قیام کی مدت تحریر ہوتی ہے اور یہ امریکہ میں قیام کی اجازت کا سرکاری ریکارڈ ہوتا ہے، اس لئے اسے پاسپورٹ کے اندر رکھنا بہت ضروری ہے۔

سوال: ہمارے بچے کی ایگریجیشن ویزا کی درخواست زیر غور ہے۔ ہم کس طرح معلوم کر سکتے ہیں کہ کہیں یہ درخواست مقررہ عمر کی حد کی وجہ سے خارج تو نہیں ہو جائے گی؟

جواب: 21 سال سے کم عمر غیر شادی شدہ بچے، جو مستقل رہائش حاصل کرنے کی اہلیت رکھتا ہو، وہ بعض مراعات کا حقدار ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک امریکی شہری ہوتے ہیں تو بچے کو "انہائی قریبی رشتہ دار" کا درجہ حاصل ہوتا ہے اور وہ تعداد کی کسی قسم کی حد کے بغیر گرین کارڈ حاصل کر سکتا ہے۔ تاہم جب اس کی عمر 21 سال ہو جاتی ہے تو اسے "انہائی قریبی رشتہ دار" تصور نہیں کیا جاتا۔ اب اسے گرین کارڈ حاصل کرنے کے لئے برسوں انتظار کرنا ہوگا۔ اسی طرح ایسا بچہ، جو اپنے والدین کے ساتھ ترک وطن کر رہا ہو تو جب وہ 21 سال کا ہو جائے گا تو ایسا نہیں کر سکے گا۔

جب کوئی بچہ 21 سال کا ہو جاتا ہے اور اس کی ایگریجیشن کی مراعات ختم ہو جاتی ہیں تو اسے عموماً aging out کہا جاتا ہے۔ قانون کا منشا یہ ہے کہ aging out کی وجہ سے بچے اور والدین میں غیر ضروری طور پر جدائی نہ ہو۔ بچے کی حیثیت کے تحفظ کا قانون اس مقصد سے نافذ کیا گیا ہے کہ ان کم عمر بچوں کے مسئلے پر قابو پایا جائے، جو امریکی شہریت اور ایگریجیشن سروسز یا محکمہ خارجہ کی طرف سے پروسسنگ میں تاخیر کے باعث 21 سال کی عمر کو پہنچ جاتے ہیں اور ایگریجیشن کی مراعات سے محروم

Ask the Consul

قونصل سے پوچھئے

out due to the unavailability of a visa number.

The eligibility of an applicant for benefits under the aging-out provisions of the CSPA may be determined only at the time a visa application is adjudicated by a consular officer.

Individuals who believe that they qualify for visa issuance under the Act may request a visa interview appointment at the Embassy to submit a visa application. These applicants are required to complete a Form DS-230 (Part 1 and 2), present a valid passport, birth certificate and Notice of Approval of petition, and pay the application fee of U.S. \$400 (or the rupee equivalent).

I previously held a J visa (exchange visitor) and it said that the 212(e) two year rule applied. What does that mean?

If you are subject to the two-year foreign residence requirement, you may not change your status to that of a H, L, or K visa, or to immigrant or legal permanent status until you have fulfilled the two-year foreign residence requirement by going back to your home country or receiving a waiver of this requirement.

An exchange visitor (EV) may be subject to the two-year foreign residence requirement of Section 212(e) of the Immigration and Nationality Act (INA), for one or more of the following reasons:

- Government funded exchange program - The program in which the exchange visitor was participating was financed in whole or in part directly or indirectly by the United States government or the government of the exchange visitor's nationality or last residence;
- Graduate medical education or training - The exchange visitor entered the United States to receive graduate medical education or training;
- Specialized knowledge or skill: Skills List - The exchange visitor is a national or permanent resident of a country which has deemed the field of specialized knowledge or skill necessary to the development of the country, as shown on the Exchange Visitor Skills List.

ہو جاتے ہیں۔ اس قانون کا مقصد کسی ایسے درخواست گزار کو فائدہ پہنچانا نہیں، جو ویزا نمبر نہ ملنے کی وجہ سے عمر کی مقررہ آخری حد کو پہنچ گیا ہو۔

CSPA کی مقررہ عمر کی دفعات کے تحت مراعات کی اہلیت کا تعین صرف اس وقت کیا جاتا ہے، جب قونصل آفس ویزا درخواست پر کوئی فیصلہ کر رہا ہوتا ہے۔

جو لوگ قانون کے تحت ویزا کے اجراء کی شرائط پوری کرتے ہوں، وہ ویزا درخواست جمع کرانے کے لئے ایپلیکیشن میں ویزا انٹرویو کی درخواست دے سکتے ہیں۔ اس طرح کے درخواست دہندگان کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ فارم DS-230 (Part 1 & 2) مکمل کریں اور اس کے ساتھ قانونی طور پر درست پاسپورٹ، پیدائش کا سرٹیفکیٹ اور درخواست کی منظوری کا نوٹس پیش کریں اور ساتھ ہی درخواست فیس مبلغ 400 ڈالر (یا اس کے مساوی روپوں کی شکل میں رقم) جمع کرائیں۔

سوال: پہلے میرے پاس جے ویزا (ایکسچینج ویزا) تھا اور اس میں کہا گیا تھا کہ دفعہ 212(e) کے تحت دو سال کی شرط کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اگر آپ پر دو سال کی غیر ملکی رہائش کی شرط عائد ہوتی ہے تو آپ کو اس وقت تک اپنی حیثیت تبدیل کر کے H، L یا K ویزا کی حیثیت یا ایگریمنٹ یا مستقل قانونی حیثیت نہیں لینا چاہئے، جب تک آپ نے دو سال کی غیر ملکی رہائش کی شرط واپس اپنے وطن جا کر پوری نہ کی ہو یا اس شرط سے استثنیٰ حاصل نہ کیا ہو۔

ایکسچینج ویزا (EV) پر ایگریگیشن اور نیشنلٹی ایکٹ (INA) کی دفعہ 212(e) کے تحت دو سال کی غیر ملکی رہائش کی شرط مندرجہ ذیل وجوہات میں سے کسی ایک یا ایک سے زیادہ وجوہات کی بنا پر عائد ہو سکتی ہے:

- سرکاری خرچ کے تحت ایکسچینج پروگرام، وہ پروگرام، جس میں ایکسچینج ویزا ہر حصہ لے رہا تھا، اس کے اخراجات گھٹی یا جزوی طور پر اور براہ راست یا بالواسطہ طور پر حکومت امریکہ یا ایکسچینج ویزا کی قومیت یا آخری سکونت والے ملک کی حکومت نے برداشت کئے ہوں؛
- گریجویٹ میڈیکل تعلیم یا تربیت - ایکسچینج ویزا گریجویٹ میڈیکل تعلیم یا تربیت کیلئے امریکہ میں داخل ہوا ہو؛
- خصوصی علم یا مہارت - مہارت کی لسٹ - ایکسچینج ویزا کا ملک یہ سمجھتا ہو کہ یہ مہارت یا خصوصی علم ملک کی ترقی کے لئے ضروری ہے، جیسا کہ ایکسچینج ویزا مہارت لسٹ میں دکھایا گیا ہے۔

Video graphy

وڈیو گرافری



انتخابات 2008: انتخابات کا دن

(<http://www.america.gov/multimedia/video.html?videoId=1906919398>)

امریکہ بھر کے رائے دہندگان 2008 کے انتخابات میں ووٹ ڈالتے اور پھر اپنے ووٹوں کی گنتی کا بے چینی سے انتظار کرتے ہیں۔

Election 2008: Election Day

(<http://www.america.gov/multimedia/video.html?videoId=1906919398>)

Voters across America cast their ballots in the 2008 elections, then waited anxiously as the votes were counted.

Elections:

The Electoral College In U.S. Elections

(<http://www.america.gov/multimedia/video.html?videoId=1691067575>)

Elections: The Electoral College In U.S. Elections



انتخابات:

امریکی انتخابات میں انتخابی کالج

(<http://www.america.gov/multimedia/video.html?videoId=1691067575>)

انتخابات: امریکی انتخابات میں انتخابی کالج کا کردار

